اکتوبر ۲۰۰۸ء | بسم اللہ الرحمن الرحیم | جلد نمبر:۱۔شمارہ نمبر:۳

فرمان نبوی ﷺ

''تباہ ہو جائے دینار کا بندہ اور درہم کا بندہ اور کمبل (چادر) کا بندہ۔اگر اُسے دیا جائے تو خوش اور نہ دیا جائے تو غصے!تباہ ہو جائے اور منہ کے بل گرے!اور اگر اُسے کانٹا چبھے تو (اللہ کرے کہ) نہ نکلے۔
مبارک ہو اُس بندے کو جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہو، بال بکھرے اور گرد آلود پاؤں! اگر اُسے پہرے پر لگا دیا جائے تو پہرا دے، اور اگر پچھلے لشکر میں چھوڑ دیا جائے تو پچھلے لشکر ہی میں رہے۔اگر اجازت مانگے تو اجازت نہ ملے اور اگر سفارش کرے تو اُس کی سفارش نہ سنی جائے''۔

(صحیح بخاری. کتاب الجھا د، با ب الحراسة فی الغزو فی سبیل الله)

عیدالفطر کا پیغام

امابعد:قال الله تعالی:یاایھاالذین امنوا ان تنصروا الل ینصر کم ویثبت اقدامکم

مسلم امہ،افغان مجاہد قوم اور خصوصا امریکی رہبری میں ناجائز صلیبی قوتوں کے خلاف برسر پیکار مجاہدین کو رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور عیدالفطر کی مناسبت سے مبارکباد کہتا ہوں، اللہ اس دن کو مسلم امہ کی خوشی و سربلندی میں گزارے، میں پہلے اس عظیم مذہبی یوم کی مناسبت سے پیغام میں ان خاندانوں کو جن کے افراد عالمی وحشی ظالمانہ حملے کے دوران شہید ہو چکے ہیں، اپنی تعزیت اور تسلیت پیش کرتا ہوں، بالخصوص ان سینکڑوں خاندانوں کو جو ملک کے مشرقی حصے، ہلمند اور صوبہ ھرات ضلع شینڈنڈ میں درندہ صفت دشمن کی بمباری میں اجتماعی طور پر جن کے سینکڑوں عزیز و اقارب شہید ہوئے۔اللہ رب العزت کے دربار سے صبر جمیل کا خواست گار ہوں اور ان کے غم میں برابر شریک ہوں۔

میں ان تمام غمزدہ خاندانوں کو تسلی دیتا ہوں، کہ تمھارا خون ضرور رنگ لائے گا، تمھارے اقارب کا مظلوم لہو مغرور اور بے رحم دشمن کے لیے جتنا بھی بے اہمیت ہو، لیکن اللہ تعالی کیاہاں بہت بیش بہا ہے، اور اللہ تعالی اسی لہو کے بدلے میں ہمارے قابض دشمن کو ناکام اور شرمندہ کر دے گا، اور اللہ رب العزت ان پاک قربانیوں کے ذریعے ہمیں مقدس عادلانہ نظام سے نوازے، **و ما ذلک علی الله بعزیز** ۔افغان قوم اور علاقائی مسلم اقوام اس حقیقت کو جان لیں، کہ ہماری سرزمین اور عقیدے کا مشترکہ دشمن اس وقت تک ہم سے راضی نہیں ہوگا، جب تک ہم مکمل طور پر ان کی غلامی کو نہ اپنائیں۔اس غلامی سے نجات کا واحد حل قرآن کریم نے بتایا ہے، جو اپنے دین اور سرزمین کی حفاظت مسلح جہاد اور مزاحمت کا حکم ہے۔ہمارے ملک میں موجودہ حالات اللہ تعالی کی نصرت کی ظاہری گواہی دے رہے ہیں۔

وہ امریکہ جو اپنی جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے شکست کا تصور بھی نہیں کرتا تھا، لیکن اب ہر روز اپنی فوجوں کے جنازوں کا استقبال کرتا ہے، شدید جانی و مالی نقصانات سے دوچار ہے، چند برس پہلے کوئی یہ تصور نہیں کرسکتا تھا کہ امریکہ اور اتحادیوں کو افغانستان میں اتنی مزاحمت کا سامنا ہوگا، لیکن آج امریکی صدر اور وزراء عالمی سطح پر کشکول لیے بھیک مانگتے پھرتے ہیں، بہتر تو یہ ہے کہ کوئی ان مفسدین کو مثبت جواب بھی نہ دے۔

یہ صورتحال در حقیقت ہمیں یہی پیغام دے رہی ہے کہ ہم اپنے موقف پر ڈٹے رہیں، اپنے رب پر یقین و بھروسہ رکھیں اور آپس میں اتحاد و اتفاق کی فضا کو قائم رکھیں تو عنقریب دشمن کو اپنی سرزمین سے مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے، اور اللہ کی رحمت و نصرت سے یہ مرحلہ اب بہت قریب ہے۔قابض صلیبی و صہیونی اتحاد ہماری سرزمین سے مجاہدین کو نابود کرنے، اسلامی قائدین کو حراست میں لینے، ایشیاء میں اڈہ قائم کرنے، وسطی ایشیاء کے ذخائر پر قابض ہونے، باطل ادیان کو تقویت پہنچانے کی غرض سے آیا ہے اور گذشتہ سات برس کے دوران اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوسکا، تو مزید سو سال تک کامیاب نہیں ہوسکے گا، کیونکہ اب عوامی مزاحمت نے عملی شکل اختیار کی ہے، اور اس مزاحمت کے آگے بند باندھنا ناممکن ہوتا جارہا ہے اور اس حقیقت کا اعتراف قابضین نے بھی کیا ہے۔

عنوانات

ہم ان کفار کو مخاطب کرتے ہیں، کہ تم پہلے اپنی ٹیکنالوجی کی طاقت پر مغرور تھے اور بغیر کسی معقول دلیل اور بات چیت کے ہماری سرزمین پر دھاوا بول دیا، اب حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اپنے ناجائز اور احمقانہ فیصلے پر نظرثانی کرلو اور اپنی فوجوں کو نکالنے کی راہ تلاش کرو۔

اگر تم ہماری سرزمین سے نکلو گے تو ہم تمہارے خروج کی معقول راہ ڈھونڈ لیں گے لیکن اگر تم پھر بھی اپنے قبضے پر مصر رہتے ہو تو تم اﷲ کے شیروں کے حملوں کے نتیجے میں سابق سوویت یونین کی طرح دنیا کے گوشے گوشے میں شکست ورسوائی سے دوچار ہوں گے۔ اور تمھاری قبضہ گیری کا دوام تاریخ میں نئی نسلوں کو قابل قبول نہ ہوگی۔ اس وقت ہماری سرزمین نے تمہارے غاصبانہ قبضے کی وجہ سے "شہر ناپرسان" کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ درجنوں ممالک کی فوجیں اور مرتد افغان پولیس اور قومی فوج کے نام سے افراد ملک میں پھر رہے ہیں لیکن ملک میں جرائم کے واقعات، بے عفتی، لوٹ مار اور لوگوں کی بے اعتمادی نے ملک کو ایک وحشی جنگل میں بدل دیا، جس میں نہ کسی کی جان اور نہ ہی مال وعزت محفوظ ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ بیرونی قوتیں ہماری ثقافت، عقیدے، ملکی خودمختاری اور قدرتی وسائل وذخائر کے چور ہیں جبکہ ملکی پولیس اور فوجی عوام کی مال وعزت کو لوٹنے میں مصروف ہیں، تو قومی اور بین الاقوامی چوروں کی موجودگی اور حاکمیت میں کون امن وسلامتی کی توقع کرسکتا ہے؟ کسی ملک کی پولیس یا امن عامہ کی ذمہ دار اگر ملک کی بداخلاق، لادین، نشوں کی عادی، گھروں سے بیدخل کیے گئے رنگیلے افراد ہو، تو وہ عوام کی مال وعزت کی دیکھ بھال اور حفاظت کس طرح کرینگے۔ ایسی حالت میں کہ کابل کے کٹھ پتلی 'حکمران' نے بھی بعض جرائم میں پولیس کی ملوث ہونے کی تصدیق کی ہے۔

ہماری قوم ایسے نظام سے اپنی سرزمین، شہریت، ملکی سلامتی اور سرحدوں کی حفاظت کی کون سے توقعات رکھ سکتی ہے، جن کے گورنرز، وزراء لوٹ مار ٹولوں کے سربراہ، عالمی سمگلر اور مافیا کے ایجنٹ ہوں اور یا قابض ملکوں کے خفیہ اداروں کے کارکن ہوں؟ کفار اور ان کے چیلوں نے سات برسوں کے دوران جس نظام کی آبیاری افغانستان میں کی ہے، وہ اس خبیث نظام کبھی مستحکم ومضبوط نہیں کرسکتے اور نہ ہی وہ اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے افغانوں کو شربت کے دھوکے میں زہر کا پیالہ پلاسکیں گے۔ اس لیے کہ اب حالات یکسر بدل چکے ہیں، جس کا قابضین نے بھی اعتراف کیا ہے، افغانستان کے باغیرت مسلم عوام اس وقت صدا بلند کررہے ہیں کہ اس علاقے میں اس وقت امن وامان قائم ہوسکتا ہے، جب صلیبیوں کے لشکر اس خطے سے رسوا ہوکر نکلیں گے اور اُن کے معاون مرتدین کا بھی پوری طرح قلع قمع ہوجائے گا۔ اب اس غم سے نجات اور اُن محکوم عوام کی آزادی کے لیے عالمی سطح اور خصوصاً علاقائی اور ہمسایہ ممالک اخلاقی طور پر ہماری جائز اور برحق مزاحمت کی حمایت کریں اور مزید امریکی ہٹ دھرمی اور متضاد سیاست کی حمایت کو ترک کردیں، کیونکہ دوسروں کی غلط پالیسیوں کی حمایت بذات خود ایک غلطی ہوتی ہے۔

آخر میں، میں رواں مقدس جہاد کے دلیر، سرفروش اور شجاع مجاہدین کو مزاحمت، استقامت اور وحدت کی دعوت دیتا ہوں، میرے عزیز مجاہد بھائیو! تمہاری شب وروز کی پرمصائب حیات کی برکت سے دشمن کے غرور نے دم توڑ دیا اور تمہاری شدید مزاحمت کی وجہ سے مسلم امہ آج اپنے اندر انتقامی صلاحیت کا احساس کرتی ہے، یہ بہت فخر کی بات کی ہے، کہ آج اسلامی دنیا کے دیگر مقامات پر لوگ نئے اور رنگارنگ کپڑے پہنتے ہیں، لیکن تم مورچوں میں گولیوں اور بارود کی جیکٹوں کو زیب تن کیے ہوئے ہو، کیونکہ مسلم امہ پر مسلط کردہ ظلم وتعدی کی تاریک راتوں کو توحید وخلافت کی پرنور سحر میں تبدیل کرنے کے لیے ایک آزاد وخودمختار مومن کا سب سے بہتر اور معزز لباس یہی ہے۔

میں ایک دفعہ پھر اپنی سابقہ وصیت کو دہراتا ہوں، کہ دشمن کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ، لیکن عام شہریوں اور بیگناہ اہل وطن کے بارے میں مکمل احتیاط کو اپناؤ، وہ واقعہ جس میں عوام کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، اس سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ تمہاری تمام تر کاروائیاں ارشاد ربانی کی روشنی میں ہونی چاہیئیں۔ ہر وہ عمل جو اسلامی احکام سے متضاد ہو، یا اسلامی معاشرے، تہذیب اور ثقافت سے متصادم ہو، اس سے کلیتاً اجتناب کرو۔ مکار دشمن تمہارے ہی بھیس میں ایسے افعال واعمال کو انجام دیتے ہیں، مثلاً مساجد اور دیگر اجتماعی مقامات پر دھماکے، قومی شاہراہوں سے عوام کی مالوں کو لوٹنا، دشمن کے نام پر عام افراد کو قتل عام کا نشانہ بنا کر'اُن کے ناک اور کان کو کاٹنا، جسے اسلام نے مثلہ اور ناجائز عمل قرار دیا ہے، یا مذہبی کتب کو جلانا وغیرہ۔ اس نوعیت کے تمام امور سے برأت کا اعلان کیا جائے اور دشمن کی چالوں کو ناکام بنا کر ایسی کارروائیوں کے سدباب کی راہیں نکالی جائیں۔ جو عناصر بھی کفار کے ایجنٹ بن کر ایسی کریہہ کارروائیوں میں ملوث پائے جائیں اُن کو منظرِ عام پر لایا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ اس نوعیت کی غیرشرعی وغیرذمہ دارانہ حرکات کرنے والے کفار ومرتدین کے چہرے عوام الناس کے سامنے عیاں ہوں اور مجاہدین مخلصین کی بدنامی کا باعث بننے والوں کی چالوں کو اُن پر الٹا جاسکے۔ ان تمام معاملات میں مجاہدین کو نہایت احتیاط اور ہوشیاری اپنانی چاہیئے۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ دشمن کے پاس فریب ودھوکہ دہی کی شیطانی چالیں بھی ہیں اور اپنی تاریخی فطرت کے مطابق فرار ہوتے وقت بعض شیطانی چالوں کو بروئے کار لاتے ہیں، جس کی وجہ سے مسلمان فتح کے بعد اُن کی چالوں کے شکار ہوجاتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کو کسی نے بھی بزور شمشیر رام نہیں کیا، لیکن دشمن کی چالوں اور فریبوں میں کئی مرتبہ عالم اسلام کو تاریخی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اب بھی دشمن اس کوشش میں ہے کہ مجاہدین کی اندرونی اور عوام ومجاہدین کی درمیان میں مخالفت کی فضا ہموار کردیں، مجاہدین اور عوام کے درمیان بدگمانی اور بداعتمادی کی سرتوڑ کوششیں جاری ہیں۔ اس حربے کو فلسطین اور عراق میں استعمال کیا گیا۔ اور اب افغانستان اور آس پاس کے علاقوں میں اِس حربے کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔ تمھیں مکمل جرات سے متوجہ ہونا چاہیئے، تاکہ دشمن اپنے ناپاک عزائم میں ناکام ونامراد ٹھہریں۔ دشمن کی کوشش یہ ہوتی ہے، کہ مجاہدین کو مختلف مقامات پر چھوٹے اور غیرضروری مقاصد میں مصروف رکھے، تاکہ مجاہدین کی معاشی اور فوجی قوت رائیگاں ہوجائے۔ دشمن پر تابڑتوڑ حملوں کو جاری رکھتے ہوئے، اپنے ازلی بنیادی دشمن پر نظر رکھو۔ مومن اور مجاہد قوم کے علماء اور قبائلی عمائدین کوشش کریں اور بھٹکے ہوئے جوانوں کو اپنی مجاہد قوم کے مقابل میں لڑنے والے کرائے کی فوجوں اور ملیشیا سے نکال دیں اور تمام لوگوں کو آگاہ کردیں کہ اس غلام اور ناکام ادارے میں کام کرنا، اسلام اور ملک کی مخالفت میں کھڑے ہونے کی مترادف ہے-صرف عوام کو ورغلانے اور دھوکہ دہی کی خاطر پٹھو اور کرائے کی ملیشیا پر کثیر القومی فوج، افغان ملی اور قومی پولیس کے نام رکھے گئے ہیں، درحقیقت یہ اسلام کی ضد اور ملک مخالف ایجنٹ قومی ملیشیا ہیں، جن کی رتی بھر بھی حیثیت نہیں ہے۔ وہ اسلامی عمائدین جو خود کو مجاہدین کہتے ہیں، اور تاحال امریکی ادارے کی شانہ بشانہ کھڑی ہیں۔ ہم اِن مرتدین کو ایک دفعہ پھر دعوت دیتے ہیں کہ مجاہد قوم کی مقابلے میں غیروں کی مزید پشت پناہی نہ کریں، اﷲ سے جنگ کی'ارتداد پر مبنی اپنی پالیسی کو جاری نہ رکھیں، مجاہد اور جہاد کے مقدس کلمے کو اپنے ذاتی فوائد اور جاہ طلبی کی خاطر بدنام نہ کریں! انہیں چاہیئے کہ مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوجائیں، اگر عملی جہاد کرنا نہیں چاہتے تو کم ازکم مخالفت پر کمربستہ نہ ہوں، کفار کی صفوں کی کثرت کا باعث نہ بنیں اور خود کو ان سے علیحدہ کردیں۔ آخر میں افغان مجاہد قوم کے ساتھ فلسطین اور عراق کی شریف اقوام سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں، کہ واعتصو بحبل اﷲ کو مضبوطی سے تھام لیں، اندرونی اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے بیرونی، ظالم، مکار اور بے رحم دشمن کی مقابلے میں متفق اور متحد ہوجائیں۔

قابضین کی مکمل شکست اور مجاہدین کی فتح مبین کے لیے دعاگو ہوں۔

والسلام

خادم اسلام امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد

یکم شوال ۱۴۲۹ھ

معجزوں کا انتظار

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

ہلال عید پہلے بھی ہماری ہنسی اڑاتا ہی تھا، اس مرتبہ رات گیارہ بجے طلوع ہو کر وہ خندہ استہزاء میں بدل گیا۔ عید کے موقع پر اخبار کے دو دن کے ناغے میں خونچکاں سرخیاں، خوئے غلامی بھرے بیانات' بیرونی آقاؤں کی دھمکیاں پڑھنے سے عافیت ملی تو کلیاتِ اقبال کے ساتھ عید منانے کا خیال آیا لیکن یہاں بھی درد دل سوا ہونے ہی کے سارے نوحے ملے ....

خزاں میں مجھ کو رلاتی ہے یادِ فصل بہار
خوشی ہو عید کی کیونکر سو گوار ہوں میں

اپنی ہی فوجیں اپنی ہی سرزمین پر فتوحات کے جھنڈے گاڑ رہی ہیں جو مناظر فلسطین میں سالہا سال دیکھے گئے۔ اسرائیلی گن شپ ہیلی کاپٹر فلسطینی نوجوانوں' آبادیوں پر گولیاں برساتے تھے اب چشمِ حیرت نے یہ مناظر یہاں تخلیق ہوتے دیکھے کہ امریکہ سے درآمد شدہ لیبل لگا کر ہم نے جو شکار کھیلا اس پر اقبال نے سسک سسک کر ہلال عید سے کہا ....

اوجِ گردوں سے ذرا دنیا کی بستی دیکھ لے
اپنی رفعت سے ہماری گھر کی پستی دیکھ لے
بارش سنگِ حوادث کا تماشائی بھی ہو
امتِ مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ

کہاں وہ وقت کہ ....

جس علم کے سائے میں تیغ آزما ہو تے تھے ہم
دشمنوں کے خون سے رنگین قبا ہو تے تھے ہم

اور آج ہم ہلالی پرچم تلے خونِ مسلم سے ہولی کھیل کر رنگین قبا ہو رہے ہیں! اقبال کی شاعری کم و بیش ایک صدی کے لگ بھگ گزرنے کے بعد بھی زندہ' توانا اور ہماری حالتِ زار پر رواں تبصرہ کر رہی ہے۔ یہ صرف اس لیے کہ اقبال کی شاعری میں قرآن کا Preservetive موجود ہے۔ جو اسے پرانا نہیں ہونے دیتا حتیٰ کہ زرداری صاحب کے دورہ امریکہ میں گوروں کی خوشامد' سارہ پالین کے حضور ریشہ خطمی ہونے کی کیفیت پر بھی اقبال تڑپ دیکھئے۔

ہاں تملق پیشگی دیکھ آبرا والوں کی تو
اور جو بے آبرو تھے ان کی خود داری بھی دیکھ

چار شوال کے چاند نے سارہ پالین کی چیختی چنگھاڑتی تصویر بھی دیکھ لی جو ایٹمی پاکستان کے خلاف غیظ و غضب سے کف آلود بیان داغ رہی ہے وہ حسینہ جسے دیکھ کر صدرِ محترم ٹوتھ پیسٹ کا اشتہار بن کر رہ گئے۔ اپنی حیثیت' زخم زخم قوم کی نمائندگی بھی بھول گئے' رمضان بھی بھول گئے' صوم و صلوٰۃ بھی بھول گئے! اخبار کی ایک سرخی زرداری صاحب کی سارہ اور بائیڈن کے لیے پاکستان دشمنی کی خوش گمانیوں پر مبنی ہے اور شہ سرخی ان دونوں کی پاکستان دشمنی کا واشگاف اعلان کر رہی ہے۔ ساتھ میں امریکی میزائیل حملے میں خواتین سمیت اکیس شہادتوں کی خبر ہے' ہم فکری طور پر اتنے مغلوب اور مفلوج ہو چکے ہیں کہ اس ذہنی غلامی کے ہاتھوں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے بھی عاری ہیں' فکری فالج کی علامات دیکھنی ہوں تو سرکاری' سیاسی بیانات پر ایک نظر ڈال لیجیے۔ لارڈ میکالے نے ہمیں مفلوج کرنے کے جو بیج بوئے جا رہے تھے آج وہ فصل پوری طرح پک کر برگ و بار لا چکی ہے۔ ذہنی خلفشار' فکری افلاس و انتشار کا اظہار بیانات' مذاکروں' تقاریر سبھی میں عیاں ہے۔ ایک سابقہ وفاقی وزیر اور امریکہ میں سفیر صاحبہ فرماتی ہیں۔ جہادی ذہن سے جان نہ چھڑائی گئی تو نہ گندم ملے گی نہ پٹرول۔ ظاہر ہے بجا فرماتی ہیں ان کے رازق' مالک کو ناراض کر کے بھوکے مریں گے' دانشوروں سیاستدانوں کے گلے قوم کہ یہ باور کرانے میں مصروف ہیں کہ جہاد (قرآن کی ۴۸۵ آیات والا) ہمارے مسائل کی جڑ ہے۔ امریکہ کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال کر' لا الہٰ اِلا امریکہ' کا کلمہ پڑھ لو تا کہ راتب چارہ ملتا رہے۔ یہی کچھ ایک اخباری مذاکرے میں ایک ریٹائرڈ جرنل صاحب فرما رہے ہیں کہ امریکہ سے مدد لے کر جہادی گروپوں سے نمٹا جائے۔ نیز یہ کہ جہاری گروپوں کو امریکہ ہندوستان اسلحہ فراہم کر رہا ہے۔ فکری انتشار پھیلانے کی ایسی ایسی خدمات بڑے پڑھے لکھے طبقوں سے دیکھنے میں آ رہی ہیں کہ عام آدمی پڑھتے سنتے دیوانہ ہو کر جنگل میں نکل جائے۔ اگرچہ حالات کی گھمبیرتا کا تقاضا یہ ہے کہ تحریکِ نظام مصطفیٰ کی مانند دینی قیادتیں دیوانہ وار سڑکوں پر نکل آئیں۔ عوام الناس روٹی' گیس' پٹرول کے ہاتھوں مرنے کی بجائے دین پر مرمٹنا بہتر جانتے ہیں لیکن ان کے جذبوں کو تھپک تھپک کو سلایا بہلایا گیا ہے تا کہ وہ بڑے بڑے ادارے' بزنس زد میں نہ آ جائیں جو خدمتِ دین کے لیے بنائے گئے ہیں گویا خود دین ہی کے نام پر پہلے لال مسجد' جامعہ حفصہ پر دم سادھا گیا اور اب سوات باجوڑ سے لے کر وزیرستان کے عوام کے خون پر سمجھوتہ کر لیا گیا۔ نظریاتی جماعتیں بستیاں تباہ کرنیوالے ہاتھوں کو روکنے کے لیے بے قرار ہو کر نہ اٹھیں، تباہ ہو جانے کے بعد ایمان کے کمزور ترین درجے میں دل میں برا جانتے ہوئے اجڑے ہوؤں کی آباد کاری پر داد و تحسین کی طلب گار ہوئیں کہ ہم خیمہ نشینوں کی خدمت گزاری کر رہے ہیں گویا آپ قرآن کی دعوت کے علمبردار نہ تھے صرف ریڈ کراس، ایدھی نما خدمت گزار تھے یا صرف ایجنسیوں کی گود میں بیٹھ کر جہاد کرنا جانتے تھے۔ بات سادہ اور دو ٹوک اتنی سی ہے کہ ہم امریکہ کی جنگ لڑ رہے ہیں، اسے گود لینے کے جتنے حیلے بہانے افسانے آپ کر دیکھیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے حیلے گورے چٹے حسین ماں باپ کی گود میں کالا سیاہ حبشی بچہ۔ کون باور کرے گا کہ یہ انہی کی اولاد ہے، لہذا اس جنگ کی چنگل سے نکلنے کے لیے ہر وہ فرد، گروہ، جماعت جس کا یہ ایمان ہے کہ اسے اللہ کے حضور کھڑے ہونا اور جواب دینا ہے کہ جب دجال دوراں اپنے لشکر لئے خون مسلم کا پیاسا تھا تو تم کہاں کھڑے تھے؟ اسے کچھ کر گزرنا ہو گا حدیث کے اس ٹکڑے کے پیش نظر کہ بچو اس آگ سے خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقے میں دے کر قیادتیں پوری جماعتوں کے لیے جوابدہ ہوں گی حکمرانوں کو مخاطب کرنا لا حاصل ہے۔ آخرت پر ایمان کی رمق بھی موجود ہو تو مارے خوف کے گھگی بندھ جائے کہ صرف ایک عافیہ صدیقی کے پانچ اذیت بھرے سالوں اور اس کے بچوں کا حساب اللہ نے مانگ لیا تو پناہ کہاں ملے گی کجا یہ کہ ایک پوری قوم اور نتیجتاً ملت اسلامیہ کا سودا چکا دیا گیا

نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کو مدفن تم ہو

ریڈ کراس نے پاکستان کو دنیا کا نیا جنگی زون قرار دیا ہے، اس کی روشنی میں آنے والے وقت کی صحیح تصویر واضح ہے۔ باجوڑ فتح ہو گیا اب وزیرستان کی باری ہے، کفر اور مملکتِ خداداد پاکستان کی افواج قاہرہ شانہ بشانہ اسے فتح کریں گے کیونکہ یہاں بھی غیر ملکی ہیں جن اصطلاحوں کی جگالی ہمیں کروائی گئی ہم نے چیونگم جان کر مزے لے لیکر انہیں نئے نئے فلیورز میں چبایا، کیا ہم وہی نہیں کہ جن کی لغت میں صہیب رومیؓ، سلمان فارسیؓ، بلال حبشیؓ نبی عربی ﷺ کے محبوب ترین ساتھی تھے جن کے ناموں پر ہمارے بیٹوں کے نام ہیں۔ جہاں ابولہب غیر ملکی تھا اور سلمان فارسیؓ اہل بیت میں سے کہلائے گئے کیونکہ قومیت کی اصل بنیاد اسلام تھی۔ آج ایمان کی ساری چولیں اس اصطلاح پر ہل کر رہ جاتی ہی جب ابو جہل دوراں کے حکم پر ابو خباب المصری یا لیبی، شامی سعودی

بقیہ صفحہ نمبر ۷ پر

صلیبی جنگ کا اہم محاذ اصطلاحات کی جنگ

سید خالد حسین

صلیبی جنگ میں عالمی طاغوت نے اصطلاحات کے محاذ پر بھی مسلم امت کو للکارا ہے اور کنفیوژن پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔جس کی ایک اساسی وجہ ذرائع ابلاغ پر طاغوتی تسلط ہے(اس کا جائزہ ہم کسی اور نشست پر اٹھا رکھتے ہیں) مجاہد کو دہشت گرد اور جہاد کو دہشت گردی سے موسوم کرکے شور وغوغا مچا دیا گیا کہ یہی حقیقت ہے۔طاغوت کا اس ضمن میں اس فلسفے پر عمل ہے کہ جھوٹ اس قدر کثرت اور سے ڈھٹائی سے بولو کہ وہ سچ معلوم ہونے لگے۔اسلامی معاشروں میں مغربیت سے مرعوب ومغلوب اداروں اور شخصیات نے بھی اصطلاحات کی جنگ میں طاغوت کی کافی اعانت کی ہے اور ہر اصطلاح کا عربی اور اردو میں ایسا بےضرر سا ترجمہ کردیا ہے جس سے سادہ لوح افرادِ امت دھوکہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔جبکہ ہر اصطلاح اپنا خاص تاریخی ،علمی،تہذیبی ،مذہبی،نفسیاتی اور مابعد طبیعیاتی پس منظر رکھتی ہے۔اصطلاح کا ترجمہ کرتے ہوئے اگر ان عناصر کو نظرانداز کردیا جائے تو اس کا ترجمہ غلط اور گمراہ کن ہوتا ہے لہٰذا اس مغربی فلسفے و اصطلاحات کے گمراہ کن ترجمے عام ہوگئے ہیں۔

''عدت''ایک اسلامی اصطلاح ہے۔اس اصطلاح کا ترجمہ ممکن ہی نہیں۔اس ایک لفظ کے باطن میں اقدار وروایات کی ایک دنیا آباد ہے۔''عدت کی اصطلاح کو سمجھنے اور اس کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کے لیے مترجم کو عفت ، عصمت،آبرو،حیا،وفا،شرم،بکارت،خاندان،حسب نسب،نسل،نجابت،وراثت،حلال و حرام،نکاح وطلاق سے متعلق اسلامی نقطہ نظر اور روایات کا جاننا اور قرآن وسنت سے واقفیت ضروری ہے۔ایک مسلمان اس روایتی معاشرے میں رہتا ہے جہاں یہ تمام اقدار زندہ و پائندہ اور بیدار ہیں۔لہٰذا ایک دیہاتی ،بدو،ان پڑھ،اور جہل شخص بھی ''عدت'' کی اصطلاح کو سمجھنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کرتا لیکن اس اصطلاح کا اگر انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جائے تو صرف اس اصطلاح کی وسعت اور جامعیت کو بیان کرنے سے قاصر رہے گا۔

اس تناظر میں مغربی اصطلاحات کے ترجموں کا تنقیدی جائزہ لیجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ عالم اسلام میں مغربی اصطلاحات کے جو تراجم ہوئے ہیں وہ غلط سلط ہیں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک خاص علمیاتی،کونیاتی،مابعد الطبیعیاتی اور تاریخی ماحول میں تخلیق ہونے والی اصطلاح کا ترجمہ ممکن ہی نہیں ہے۔مثلاً اجماع،جمہور،عصمت صحابہؓ،عصمت انبیاؑ،ایلا،تخییر سعی وغیرہ ایسی اصطلاحات جن کا دوسری زبانوں میں ترجمہ ممکن ہی نہیں اور اگر کر لیا جائے تو وہ اصلاً ترجمہ نہیں تشریحی ترجمہ ہو گا بالکل اسی طرح مغربی اصطلاحات Market,Development,Progress,Liberalism,Liberty, Freedom of Experession,Freedom وغیرہ کا ترجمہ ممکن ہی نہیں۔مثلاً مارکیٹ کی اصطلاح سترہویں صدی میں سرمایہ داری کے فروغ کے بعد رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوئی۔اس سے پہلے پوری تاریخ میں بازار ضروری تھا لیکن مارکیٹ نہ تھی کیونکہ مارکیٹ کی اصطلاح کا سرمایہ دارانہ نظام سے ایک خاص تعلق ہے۔کیونکہ مارکیٹ کی اصطلاح سترہویں صدی میں آزادی،سرمایہ داری،مذہب سے انکار،اور خواہشات نفس کو الہ بنانے کے اصرار کے بطن سے طلوع ہوئی۔لہٰذا مارکیٹ کا ترجمہ بازار کرنے والے مغربی تہذیب وفلسفے اور سرمایہ داری کی تاریخ سے کاملاً ناواقف ہیں۔یہی ناواقفیت بے شمار خطرات اور حادثات کا سبب ہے۔مثلاً Freedom کا ترجمہ آزادی کیا گیا ہے۔جو سراسر غلط ہے۔کچھ لوگ اس کا طبع زاد ترجمہ مادر پدر آزادی سے کرتے ہیں۔لیکن یہ ترجمہ بھی اس اصطلاح کی جامعیت کا احاطہ نہیں کرتا کیونکہ آزادی کی دائرہ بہت وسیع و عریض ہے۔حتیٰ کی خالق وارض وسما اور آسمانی کتابیں بھی اس آزادی کے باعث مردہ اور بےکار قرار دی جاتی ہیں Tolerance کا ترجمہ رواداری بالکل غلط ترجمہ ہے۔اس اصطلاح کو سمجھنے کے لیے مغرب میں سول سوسائٹی،لوگوں کے باہمی تعلقات کی نوعیت،پرائیویٹ اور پبلک لائف کا فرق،شر وخیر کا مغربی تصور،حقیقت اور علم کی مغربی تعریف اور مغرب کا موت کا تصور سمجھنا ضروری ہے۔اسے سمجھے بغیر اس اصطلاح کا سمجھنا محال ہے اور اس کا ترجمہ تو ممکن ہی نہیں۔رواداری وہ نہیں جوار دو لفظ کے مفاہیم سے وابستہ ہے۔مغرب میں رواداری کی بنیاد اس فلسفے پر ہے کہ کوئی چیز خیر ہے نہ حق ہے۔ہر چیز حق ہے اور ہر چیز خیر۔اس کا انحصار ہر فرد کی رائے پر ہے لہٰذا آفاقی صداقتوں،الہامی کتابوں اور مجذوب کی بڑ میں کوئی فرق نہیں۔یہ سب مساوی ہیں لہٰذا کسی فکر،کسی نظریے،کسی مذہب اور کسی خیال کو کسی دوسرے پر برتری حاصل نہیں۔لہٰذا اگر کسی مقام پر ایک شخص شراب پی رہا ہے،دوسرا زنا کاری میں ملوث ہے اور تیسرا نماز پڑھ رہا ہے تو تینوں اپنے اپنے تصور خیر وحق پر عمل پیرا ہیں۔اور چونکہ کسی تصور کو کسی دوسرے تصور خیر پر فوقیت نہیں لہٰذا رواداری کا تقاضا یہ ہے کہ تینوں ایک دوسرے کو برداشت کریں،ایسا رویہ اختیار کرنے والا فرد مہذب (سولائزڈ) کہلانے کا مستحق ہے۔اور اگر کوئی شخص دوسرے کے اعمال کو نفرت،غصے اور ناگواری کی نظر سے دیکھتا ہے،اسے شر و بدی قرار دیتا ہے تو یہ شخص غیر روادار Non-tolerent ہے،یہ ابھی مہذب نہیں ہوا ہے۔اس میں یہ ظرف پیدا نہیں ہوا کہ دوسرے کے تصور خیر اور آزادی کو اپنی تصور خیر اور تصور آزادی کے مساوی سمجھے۔ایسا شخص بنیاد پرست،مہذب معاشرے کے لیے سنگین خطرہ اور عالمی رواداری کے لیے دہشت گرد ہے۔اور ایسے شخص کو زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ Citizen اور Sovereign کا ترجمہ بھی اردو میں ممکن نہیں۔ان الفاظ کی خاص تاریخ ہے،اس تاریخ سے الگ کرکے کسی لفظ یا اصطلاح کا ترجمہ وتشریح ناممکن کام ہے۔

مغرب کے فکر وفلسفے کو سمجھنے کے لیے عیسائیت کے زوال اور عقلیت کے عروج کی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرمایہ داری کے فروغ کی تاریخ کو اس کے خاص تناظر کے ساتھ دیکھنا ہوگا۔ہمیں سرمایہ دارانہ شخصیت،سرمایہ دارانہ معاشرے اور سرمایہ دارانہ ریاست کے گہرے تعلق کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا۔سرمایادارانہ ریاست کے تین بنیادی کام ہیں۔حرص وحسد کی عالم گیریت، ابدیتِ دنیا،تصورِ موت کا انکار اور اس سے فرار۔اس ریاست اور نظم معاشرت کو قائم کرنے کے لیے سرمایہ داری،فورڈ ازم اور پوسٹ فورڈ ازم کے ادوار سے گذر چکی ہے۔فطری اجتماعیتوں کے خاتمے کے بعد مصنوعی اجتماعیتوں کا ظہور ایک تاریخی عمل ہے۔جس سے واقفیت لازمی ہے۔انسانی حقوق کے فلسفے کا گہرا جائزہ بھی ضروری ہے۔اس سلسلے میں ہمیں مغربی فکر میں مذہب فلسفہ اور سائنس کے فکری مباحث اور ان کے باہمی تعلق کی نوعیت پر غور کرنا ہوگا۔اور مغرب کے تصور نفس Self کو سمجھنا ہوگا۔مغربی فکر میں مذہب کا خدا کا انسان کا،آخرت کا،موت کا کیا مقام ہے۔اسے سمجھے بغیر ہم پیش قدمی نہیں کرسکتے۔

امریکی معیشت کی تباہی اور مجاہدین کا کردار

ڈاکٹر ولی محمد

برصغیر میں پرانے زمانوں میں جب کوئی بنیا دیوالیہ ہو جاتا تھا تو اس کے اعلان کے طور پر دن کو بھی اپنی دکان کے اوپر دیپ یعنی دیا یا 'دیوا' جلا رکھتا تھا۔ شاید ایسے دیوالیہ بنیوں کو دیکھ کر ہی مشہور پنجابی شاعر وارث شاہ نے کہا تھا ''ہٹی سڑے کراڑ دی جتھے دیوا نت بلے ....''

۱۵ ستمبر کی صبح ایسے ہی ایک بنیے ''لیھمین برادرز''، جو امریکہ کا چوتھا بڑا بینک اور گھروں کی خرید و فروخت کے لیے سرمایہ فراہم کرنے والا سب سے بڑا ادارہ تھا، نے اپنے دیوالیہ پن کا دیا جب اپنی ہٹی پر جلایا تو چند گھنٹوں کے اندر اندر ''عالمی مالیاتی نظام'' اس دیے کی لو سے آگ کی لپیٹ میں آچکا تھا۔ ''لمین برادرز'' کے دیوالیہ قرار دیے جانے کی درخواست دائر کیے جانے کے فوراً بعد دنیا بھر کے حصص بازار شدید مندی کی زد میں آگئے۔ امریکی حصص بازار کا ڈاؤ جونز انڈیکس ۵۰۴.۹۴ پوائنٹ کی کمی کے ساتھ ۱۰۹۱۷ پوائنٹ پر بند ہوا۔ اس طرح یہ دن 9/11 کے بعد امریکی مارکیٹوں کے لیے بدترین دن ثابت ہوا۔ یہی حال برطانیہ، جاپان، چین، ہانگ کانگ، سنگاپور، آسٹریلیا غرض دنیا بھر کے حصص بازاروں کا تھا، جو نہ صرف پیر کے روز بلکہ اگلے کئی دنوں تک شدید مندی کی زد میں رہے۔

امریکی میڈیا نے ''لیھمین برادرز'' کے دیوالیہ ہونے سے پیدا شدہ صورتحال کو ''آسمان کے گرنے'' سے تعبیر کیا لیکن یہ تو صرف ابتدا تھی اور آنے والے دن نہ صرف امریکی معیشت بلکہ ''عالمی مالیاتی نظام'' کے لیے بھی بہت سی قیامتیں لے کر آئے۔ برطانوی نشریاتی ادارے کے معاشی تجزیہ کار رابرٹ پیسٹن کا کہنا تھا کہ ''میں پچیس سال سے صحافت کر رہا ہوں لیکن مالیاتی شعبہ میں دو دن کی ہفتہ وار تعطیل کے دوران میں نے حالات کو اتنے بگڑتے کبھی نہیں دیکھا۔'' اقتصادیات کے پنڈتوں کا کہنا تھا کہ یہ ۱۹۳۰ء کی دہائی کی سب سے بڑی کساد بازاری سے بھی بڑا اقتصادی بحران ہے کیونکہ ۱۹۳۰ء کی کساد بازاری کے دوران تو ڈوبتے ہوئے ''لیھمین برادرز'' کو ایک کاروباری فرم ''بارکلی'' نے خرید لیا تھا لیکن اب کے تو ''لیھمین برادرز'' ٹائی ٹینک جہاز کی طرح ڈوبتے ڈوبتے دو تین اور بڑے بینک بھی ساتھ لے گیا ہے۔ چنانچہ اسی روز مختلف بینکوں کے مابین Merger اور Acquisition کے معاہدوں کے علاوہ یہ اطلاعات بھی آگئیں کہ ''امریکن انٹرنیشنل گروپ (اے آئی جی)'' جو دنیا کی سب سے بڑی انشورنس کمپنی ہے، مالی بحران کا شکار ہے اور اس نے امریکہ کے فیڈرل ریزرو بینک سے ۴۰ ارب ڈالر کا قرضہ مانگا ہے۔ دو روز بعد ہی فیڈرل ریزرو نے ''اے آئی جی'' کو بچانے کے لیے ۸۵ ارب ڈالر فراہم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کے عوض مرکزی بینک کمپنی کے ۸۰ فیصد مفادات کا حق دار بن گیا۔ مرکزی بینک کے اس فیصلے سے حصص بازاروں میں بہت مختصر وقت کے لیے بہتری کے آثار نظر آئے لیکن ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کے مصداق مالیاتی منڈیوں پر چھائی بے یقینی ایک دفعہ پھر بڑھ گئی اور ۱۷ ستمبر کو ایک دفعہ پھر ڈاؤ جونز انڈیکس، ایف ٹی ایس سی ہنڈریڈ انڈیکس، فرانسیسی حصص بازار اور جرمن حصص بازار بالترتیب ۴ فیصد، ۲.۲ فیصد، ۲.۱ فیصد اور ۱.۷ فیصد تک گر گئے۔ روس میں حصص بازار میں ٹریڈنگ کو معطل کرنا پڑا اور برطانوی بینک ایچ بی او ایس HBOS نے خود کو لوائڈ ٹی بی ایس میں ضم کرنے کے مذاکرات شروع کر دیے جبکہ میرل لنچ جو کہ مشکلات میں گھر جانے والا دوسرا بڑا بینک ہے، کو بینک آف امریکہ نے خریدنے کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح ۲۲ ستمبر کو دو آخری بڑے سرمایہ کار بینکوں ''مورگن سٹینلی'' اور ''گولڈ مین سیکز'' نے بھی اپنی حیثیت تبدیل کر کے بینک ہولڈنگ کمپنی کی شکل اختیار کر لی تاکہ وہ کمرشل بنک کاری کے ذریعے سرمایہ کاروں سے پیسہ وصول کر سکیں اور بحران سے بچ سکیں۔ گویا مالیاتی شعبہ (Financial Sector) کے ستون ایک ایک کر کے گر رہے ہوں اور قریب ہو کہ چھت بھی دھڑام سے سرمایہ دارانہ نظام کے چلانے والوں کے سر پر آن پڑے۔ ایسے میں سرمایہ دارانہ نظام کی محافظ امریکی حکومت نے بالآخر مداخلت کی اور بش انتظامیہ کی طرف سے ۷۰۰ ارب ڈالر کا ایک امدادی منصوبہ ''بیل آؤٹ پلان'' کے نام سے تجویز کیا گیا۔ جس کے تحت امریکی حکومت مجوزہ سرمائے سے بڑے مالیاتی اداروں کے مشکوک قرضوں کی خریداری کرے گی جس کے بدلے میں امریکی ٹیکس دہندگان کو ان بینکوں میں نان ووٹنگ اختیار حاصل ہو جائے گا جن کے قرضے خریدے جائیں گی۔ اس طرح بینک اگر اس بحران سے نکل کر منافع میں آئے تو ٹیکس دہندگان کو بھی منافع حاصل ہو سکے گا تاہم اگر ٹیکس دہندگان کو اگر خسارہ ہوا تو مالیاتی اداروں کو اس کی کچھ نہ کچھ قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اس منصوبے کے لیے درکار سرمایہ مہیا کرنے کے لیے امریکی حکومت عالمی مالیاتی مارکیٹوں سے قرضہ لینے کا ارادہ رکھتی ہے، جس کے نتیجے میں خدشہ ہے کہ بجٹ خسارہ تقریباً دوگنا ہو جائے گا اور ہر امریکی مرد، عورت اور بچے کے حصے میں آنے والے قومی قرض میں ۲۳۳۴ ڈالر کا اضافہ ہو جائے گا۔

اس مجوزہ منصوبے کا بل کانگریس میں پیش ہونے سے قبل ہی اس پر سخت تنقید شروع ہو گئی۔ منصوبے کے مخالفین کا کہنا تھا کہ بینکوں کی نااہلی کا بوجھ ٹیکس دہندگان پر نہیں ڈالا جانا چاہیے اور یہ کہ بل انتہائی غیر منصفانہ ہے اور لالچی بینکاروں کو ہرگز تحفظ نہیں ملنا چاہیے۔ چنانچہ پیر ۲۹ ستمبر کو کانگرس میں اس بل پر ہونے والی رائے شماری، مالیاتی نظام کے تابوت میں ایک اور کیل ثابت ہوئی کیونکہ کانگرس میں اس بل کے بھاری اکثریت سے مسترد کیے جانے کے فوراً بعد ہی امریکہ، یورپ اور ایشیا کے حصص بازاروں میں گویا زلزلہ آ گیا اور ڈاؤ جونز انڈیکس کو تو امریکی مالیاتی تاریخ کی بدترین مندی یعنی ۷۷۷ پوائنٹس کی کمی کا سامنا کرنا پڑا۔ صورتحال اس قدر سنگین ہوئی کہ بش نے دونوں صدارتی امیدواروں جان مکین اور اوباما سے مدد طلب کی اور بل کو چند ترامیم کے ساتھ پہلے سینٹ سے منظور کروانے کا فیصلہ کیا گیا۔ بش کا کہنا تھا کہ اگر امریکی کانگرس نے موجودہ مالیاتی بحران سے نمٹنے کے لیے فوری اقدامات نہ کیے تو اس کے امریکی معیشت پر بہت دوررس اور انتہائی منفی اثرات ہوں گے اور امریکہ کو پہنچنے والا نقصان انتہائی تکلیف دہ اور دائمی ہوگا۔ ان سطور کی اشاعت تک شاید یہ بل مجوزہ ترامیم کے ساتھ منظور تو ہو جائے گا لیکن اقتصادی ماہرین کا ابھی بھی یہ کہنا ہے کہ یہ امدادی منصوبہ مسئلے کا حل نہیں ہے کیونکہ اس سے ایک تو یہ پیکج ہر امریکی شہری پر ۲۳۳۰ ڈالر کا براہ راست بوجھ ڈالے گا دوسرا یہ حکومت جو قرض ''خرید'' رہی ہے ان کی صحیح مالیت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے اور پیکج کے نتیجے میں خسارہ بڑھے گا اور افراط زر میں اضافہ ہوگا۔ جے پی مورگن کے اعلیٰ اہل کار ڈیوڈ شارپ کے مطابق یہ بات تقریباً طے ہے کہ عالمی معیشت میں مندی آئے گی۔ انٹیلی جنس کیپٹل کے اویناش پرشاد کے مطابق قرضے حاصل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا جس کا براہ راست اثر معیشت پر پڑے گا۔

عالمی معیشت کے مستقبل کے بارے میں کوئی حتمی بات تو فی الحال نہیں کہی جا سکتی لیکن صرف ستمبر کے جو اعداد و شمار دستیاب ہوئے ہیں وہ بتا رہے ہیں کہ صرف امریکہ میں ستمبر کے دوران ۱۳۰۰۰۰ ملازمتیں ختم ہو گئی ہیں۔ جاپان کی صنعتی پیداوار میں ۱۰ فیصد کمی آئی ہے اور قابل ذکر بات ہے کہ کہ مالیاتی بحران اب بہت تیزی سے اقتصادی بحران میں ڈھلتا جائے گا۔ مالیاتی منڈیوں کی پندرہ دنوں پر مشتمل اسی سنسنی خیز داستان کے بعد آیئے اب مختصراً اس بحران کے سیاق و

سباق اور اسباب واثرات پر ایک نظر ڈالیں۔اس بحران نے نہ تو راتوں رات کہیں جنم لیا ہے اور نہ ہی یہ صرف ''لیہمین برادرز'' کے دیوالیہ ہونے کا نتیجہ ہے بلکہ اس کی جڑیں بہت گہری اور اثرات بہت دوررس اور دیرپا ہیں۔معیشت اور مالیاتی نظام سے دلچسپی رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ اس بحران کے خدشات گزشتہ ایک سال یا اس سے بھی پہلے محسوس کیے جارہے تھے جن کی تصدیق امریکہ کے ''قومی ادارہ برائے معاشی تحقیق (National Bereau of Economic Research) کے جاری کردہ اقتصادی اعشاریوں اور اعداد وشمار سے بھی ہورہی تھی۔مزید براں امریکی فیڈرل ریزرو کی جانب سے گزشتہ ستمبر سے اب تک ۸ سے زائد مرتبہ شرح سود میں کمی کی گئی اور اسے مرحلہ وار ۲۔۵ فیصد سے گھٹا کر ۲ فیصد سے بھی کم کردیا گیا جس کا مقصد بینکوں کو سہارا دینا تھا۔اس کے باوجود ''انڈی میک''، ''فریڈی میک'' اور ''فینی مے'' جیسے ادارے جو امریکہ میں فروخت ہونے والے دو تہائی سے زائد گھروں کو قرضے اور گارنٹیاں مہیا کرتے تھے، کا ڈوب جانا بھی اقتصادی بدحالی کا مظہر تھا لیکن سوال بدستور اپنی جگہ پر موجود ہے کہ امریکہ جو کہ دنیا کی سب سے بڑی معیشت ہے، واحد 'سپر پاور' ہے اور سرمایہ داری نظام کا محور ومحافظ ہے، آخر اس صورتحال سے کیونکر دوچار ہوا۔اگرچہ بہت سے لوگ اس صورتحال کی وجہ بظاہر ''غیر معیاری قرضوں'' یعنی "Sub Prime Mortgage" کو قرار دیتے ہیں۔''غیر معیاری قرضوں'' سے مراد بینکوں کے وہ قرضے ہیں جو انہوں نے ان لوگوں کو دیے جن کے مالی حالات ایسے نہیں تھے کہ وہ قسطیں پابندی سے ادا کرسکتے۔اس کی وجہ سے جہاں ایک طرف مکانوں کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے وہیں بینکوں کے ڈوبنے والے قرضوں کا حجم بھی بڑھنا شروع ہوگیا۔بینکوں نے یہ قرضے دوسرے بینکوں کو بیچ دیے جیسا کہ سرمایہ دارانہ بینکنگ میں ہوتا ہے۔اب یہ رقم ڈوب رہی ہے، جس کی وجہ سے بحران پیدا ہوا ہے، اور اس بحران کا دائرہ امریکہ سے نکل کر یورپ تک پھیل چکا ہے۔''غیر معیاری قرضے'' بظاہر اس بدحالی کی ایک معقول وجہ نظر آتی ہے لیکن ذرا گہرائی میں جا کر تجزیہ کیا جائے تو دراصل یہ حقیقت سے نظریں چرانے کی ایک کمزور سی کوشش ہے۔امریکہ دنیا بھر میں کارپوریٹ قوانین اور مالیاتی قواعد وضوابط کے حوالے سے ایک Role Model سمجھا جاتا ہے اور بہت سے ممالک ان شعبوں میں اس کی تقلید کرتے ہیں۔کمپنیوں کے Internal Controls کے حوالے سے بھی گزشتہ چند سالوں میں امریکہ کے کارپوریٹ کلچر میں بہت بہتری لائی گئی ہے اور انرون انرجی کے مالیاتی بے ضابطگیوں کے نتیجہ میں دیوالیہ ہوجانے کے بعد سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن نے کمپنیوں کے متعلق قواعد وضوابط مزید سخت کیے ہیں اس کے علاوہ ہر کاروباری ادارے کے External Auditor بھی اس کے تمام معاملات کا سالانہ بنیادوں پر گہرا جائزہ لیتے ہیں۔نگرانی کے اتنے موثر نظام کی موجودگی میں یہ کہنا کہ 'بینک سالہا سال تک ان لوگوں کو جان بوجھ کر قرض دیتے رہے، جو اس کی ادائیگی کی سکت نہیں رکھتے تھے یا ادا کرنا نہیں چاہتے تھے'، ایک نہایت بودی دلیل ہے۔اور اگر امریکہ کی حد تک اس دلیل کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو فقیہان معیشت یورپ کو درپیش مالی واقتصادی بحران کی کیا توجیہ پیش کریں گے؟

نوشتہ دیوار حقیقت یہ ہے کہ عالمی سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) غیر فطری سہاروں پر استوار، بنیادوں سے محروم اور سودی اصولوں پر مشتمل ایک ایسی بلند وبالا عمارت تھی جس کو ڈھانے کے لیے تیز ہوا کا ایک جھونکا بھی کافی ہوتا چنانچہ اس جھونکے کا کام امت مسلمہ کے قابل فخر سپوتوں نے کیا جنہوں نے گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرکے نہ صرف طاغوت اکبر کا سر کچل دیا بلکہ اس کے پروردہ سرمایہ دارانہ نظام کی چولیں بھی ہلا دیں۔رہی سہی کسر صلیبیوں کے احمق سرخیل بش نے امریکہ اور اتحادیوں کو افغانستان وعراق میں دھکیل کر پوری کردی' جہاں مجاہدین ان کی قبریں کھودے ان کے منتظر تھے۔

تہذیب مغرب اور اس کا سیاسی، معاشرتی و معاشی نظام جن بنیادی اصولوں اور فلسفوں پر استوار کیے گئے ہیں ان کی تفصیل اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہے لیکن اتنا بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ عصر حاضر کے کئی مسلم علماء اور مفکرین کے علاوہ بیسیوں مغربی دانشور بھی اپنی بحثوں کے اندر یہ بات واضح کرچکے ہیں کہ یہ اصول اور فلسفے باطل، غیر فطری اور بے بنیاد ہیں اور ان پر کسی تہذیب یا معاشرے کی تعمیر کا انجام علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں یوں ہوگا

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ،ناپائیدار ہوگا

شاید کچھ لوگ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے ضعف اور بودے پن کو سمجھنے اور ماننے کے باوجود اس نقطہ نظر کو کہ اس کھوکھلے نظام کو جان لیوا دھچکا ۱۱ ستمبر کے حملوں اور افغانستان اور عراق کی جنگوں سے لگا ہے، ایک خوش فہمی یا دیوانے کی بڑ قرار دیں۔اس لیے ہم ۱۱ ستمبر کے حملوں اور افغانستان وعراق کی جنگوں کے امریکی معیشت پر اثرات کا ایک مختصر جائزہ پیش کررہے ہیں۔

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکی سرزمین پر ہونے والے حملوں کے نتیجے میں مین ہٹن نیو یارک اور واشنگٹن میں عمارتوں اور دیگر اثاثوں کی تباہی اور امدادی کاموں اور ملبہ صاف کرنے کے اخراجات سمیت براہ راست نقصانات کا تخمینہ ۱۳۰ ارب ڈالر تھا۔جبکہ انشورنس کا اندازہ ۳۰ سے ۵۸ ارب ڈالر کے درمیان لگایا گیا۔ایئر لائنز، شپنگ اور سیاحت وغیرہ کی صنعتیں بری طرح متاثر ہوئیں اور صرف ایئر لائن کے شعبہ میں ۱۰۰۰۰۰ افراد کو ملازمتوں سے ہاتھ دھونے پڑے۔لیکن یہ سب قلیل المدتی (short Term) اثرات تھے۔جبکہ اصل نقصان طویل المدتی (long Term) اثرات کے نتیجے میں ہوا۔خوف کی ماری امریکی قوم کی ''ہوم لینڈ سیکیورٹی'' کا سالانہ بجٹ ۲۰ ارب ڈالر سے بڑھا کر ۳۸ ارب ڈالر کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود امریکہ کی مجموعی قومی پیداوار (GDP) کی بڑھوتری (Growth) میں ۲۰۰۱ میں ۰.۵ فیصد اور ۲۰۰۲ میں ۱.۲ فیصد کمی آئی۔معیشت پر عدم تحفظ کے احساس نے انتہائی منفی اثرات مرتب کیے اور جن میں سب سے نمایاں کاروباری لاگت (Transaction Cost) میں اضافہ ہے۔چنانچہ ۲۰۰۳ تک امریکہ کی قومی آمدنی (National Income) میں ہونے والے مجموعی نقصان کا تخمینہ ۵۰۰ ارب ڈالر لگایا گیا تھا جو کہ قومی پیداوار کا ۵ فیصد ہے۔بعد کے سالوں میں اس میں مزید اضافہ ہوا۔القاعدہ کے قائدین اپنے بیانات میں دعویٰ کرتے ہیں کہ گیارہ ستمبر کے حملوں کے نتیجے میں امریکی معیشت کو پہنچنے والے نقصانات ۱۰۰۰ ارب ڈالر سے زائد ہیں۔اس دعوے کی بنیاد کن اعداد وشمار پر ہے، یہ تفصیل تو ہماری نظر سے نہیں گزری لیکن مندرجہ بالا اعداد وشمار کو دیکھتے ہوئے القاعدہ کا یہ دعویٰ قریب از حقیقت محسوس ہوتا ہے۔واضح رہے کہ امریکی معیشت ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء سے پہلے کساد بازاری کا شکار ہوچکی تھی اور 2001 کی پہلی تین سہ ماہیوں میں امریکہ کی GDPgrowth گراوٹ کا شکار تھی۔جو کہ حیرت انگیز طور پر چوتھی سہ ماہی میں مثبت ہوگئی۔لیکن اس کی وجہ صرف دفاعی اور سیکیورٹی سے متعلقہ پیداوار اور اخراجات میں اچانک بے تحاشا اضافہ تھا۔اور بعد کے سالوں میں یہی اخراجات معاشی بدحالی کا سبب بنے۔

اب آیئے نام نہاد "War on Terror" جو کہ درحقیقت "War for Terror" ہے کی طرف ہفت روزہ اکانومسٹ نے امریکی معاشی بحران پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ 'امریکہ کا ابتر حال اس لیے ہے کہ امریکہ دو جنگیں لڑ رہا ہے۔'' ایک امریکی ماہر اور اقتصادیات کے پروفیسر کا کہنا ہے کہ یہ جنگیں ۳ ٹریلین یعنی ۳۰۰۰ ارب ڈالر کی ہیں۔ان جنگوں کے امریکی معیشت پر جو گہرے اور دوررس اثرات مرتب ہوئے ہیں اور مزید ہوں گے۔ان کے بارے میں اعداد وشمار کی صورت میں کوئی اندازہ لگانا تو شاید ممکن نہیں ہے لیکن براہ راست جنگی اخراجات کی تفصیل ہم نیچے دیے گئے جدول میں دیکھ سکتے ہیں۔

Budget Category	2001-2007	2008	2009	Total
DOD/DOE Base Defense Budget(3)	$ 2,770.0	$ 506.0	(1) $ 536.0	$ 3,812.0
DOD/DOE Base defense Budget w/o Counter terror Outlay	$ (2,349.2)	$ (363.0)	$ (370.2)	$ (3,082.4)
Counterterrorist DOD Base Outlay	$ 420.8	$ 143.0	$ 165.8	$ 729.6
Counterterror Intelligence(Estimated)	$ 76.0	$ 14.5	$ 15.0	$ 105.5
GWOT: war in Iraq/Afghanistan Supplement	$ 567.0	$ 189.0	(2) $ 175.0	$ 931.0
President's Other Agencies Misc HLD (Estimated)	$ 13.8	$ 2.8	$ 3.3	$ 19.9
Multi Agency Homeland Security(4)	$ 187.4	$ 42.2	$ 48.5	$ 278.1
State Department (Estimated)(5)	$ 150.0	$ 30.0	$ 32.0	$ 212.0
Veteran Administration (Estimated)	$ 29.6	$ 9.0	$ 10.0	$ 48.6
Total US War on Terror	$ 1,444.6	$ 430.5	$ 449.6	$ 2,324.7

1. President Budget Request
2. Estimate
3. Including DOE Nuclear Weapon Budgets
4. Based OMB Federal HLS Budgets minus DOD HLS Budgets and income from Deficit Reduction Act of 2005 (e.g. DOC radio spectrum auction income plus an estimated HLS budget hike of $3B by the Congress)
5. Includes state department: reconstruction of Iraq, UN Peace Keeping, arms aid to allies, WMD mitigation grants to Russia

☆ امریکہ کا بجٹ خسارہ ۲۰۰۱ء میں ۱۲۷ ارب ڈالر تھا جو کہ ۲۰۰۳ء میں ۳۷۴ ارب ڈالر، ۲۰۰۴ء میں ۴۱۳ ارب ڈالر، ۲۰۰۸ء میں ۴۰۷ ارب ڈالر رہا جبکہ ۲۰۰۹ء کا تخمینہ ۴۳۸ ارب ڈالر ہے جو کہ امریکی تاریخ کا ریکارڈ بجٹ خسارہ ہوگا۔ یاد رہے کہ ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء کے تخمینوں میں موجودہ مالیاتی بحران سے نمٹنے کے لیے کیے گئے اخراجات شامل نہیں ہیں۔

☆ ۲۰۰۲ء اور ۲۰۰۳ء میں امریکہ کا تجارتی خسارہ بالترتیب ۴۲۵ ارب ڈالر اور ۵۰۴ ارب ڈالر رہا۔

☆ امریکہ پیداواری وسائل کا زیادہ حصہ دفاعی وفوجی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے لگانے پر مجبور ہے جس کی وجہ سے جہاں ایک جانب دیگر ضروریات زندگی کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے بے روزگاری بڑھ رہی ہے وہیں طلب ورسد کے عدم توازن کے سبب ان ضروریات کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

☆ ''گلوبلائزیشن'' کا خواب تکمیل سے پہلے ہی بکھر چکا ہے کیونکہ بیشتر ترقی پذیر معیشتیں جو سرمایہ دارانہ نظام کے لیے افرادی قوت اور خام مال کی بہترین منڈیاں تھیں، سکیورٹی خدشات اور امریکہ کے خلاف عالمی نفرت کے سبب امریکی و دیگر مغربی کمپنیوں کے لیے ''نوگوایریا'' بنتی جارہی ہیں۔

ان جنگوں کے اخراجات پورے کرنے اور نقصانات سے نمٹنے کے لیے امریکی حکومت نے جو مالیاتی (Monetary) اور اقتصادی (Fiscal) پالیسیاں اختیار کیں اور ان پالیسیوں کا جو خمیازہ امریکی عوام کو بھگتنا پڑا، ایک الگ مضمون کی متقاضی ہیں۔

اپنے اس جائزے کو سمیٹتے ہوئے "Moral of the Story" کے طور پر ہم یہی عرض کریں گے کہ سرمایہ دارانہ نظام کئی صدیوں تک انسانیت کو ظالمانہ شکنجوں میں جکڑے رکھنے کے بعد آج اپنے پورے عروج اور چکا چوند کے ساتھ، اپنے فطری ضعف اور کھوکھلے پن کے باعث اور جہاد کے ہمہ گیر اثرات کے نتیجے میں زوال پذیر ہے اور وہ وقت آن پہنچا ہے جس کی پیشین گوئی سید مودودیؒ نے کی تھی۔

لیکن ہم ایک دفعہ پھر زور دے کر کہیں گے کہ اس نظام اور تہذیب پر باہر سے اگر کوئی کاری وار ہوا ہے تو وہ صرف مجاہدین مخلصین کی ''ضرب کلیم'' ہے، جس نے صہیونیوں کے بچھائے ہوئے اس جال کو مکڑی کے جالے کی طرح تار تار کر دیا ہے اور اب اس نظام کے سرپرست چاہے سر پٹخ لیں، مکڑی کے اس گھر کا انجام بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے اور اس کو بچانے کی سب تدبیریں اللہ عزوجل کے حکم سے الٹی ہو جائیں گی۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ ''کیا امت مسلمہ اس خلا کو پر کرنے کے لیے اپنے فرض کی ادائیگی یعنی انسانیت کی امامت کے منصب کو سنبھالنے کے لیے تیار ہے؟''

بقیہ: معجزوں کا انتظار

کہہ کر ہم امریکی میزائل کو راستہ دکھاتے ہیں کہ یہ غیر ملکی ہیں، گویا ملک پاکستان کے لیے وہ صحابہؓ جن کی نسلوں سے یہ عرب ہیں وہ تابعین تبع تابعین جن کے معزز خاندانوں سے ان مسلمانوں کا تعلق ہے وہ تو غیر ملکی ٹھہرے اور وہ میریٹ کے کریٹوں والے پاکستان کی مسلمانوں کی سلامتی کے درپے سی آئی اے کے ایجنٹ اور امریکی میرین ہمارے گرائیں، ہمارے ہم وطن اور ہمارے حبیب، قریب ٹھہرے؟ امت کی خاطر کفر کے مقابل صف آراء اپنی پاکباز جوانیاں لٹانے والے غیر ہیں اور یہ شراب و شباب کی غلاظت میں لتھڑے خنزیر خور مسلم کش آپ کے اپنے ہیں جن کی حفاظت پر آپ کی بری، بحری اور فضائی سپاہ، چوکس کھڑی اپنے سروں کی فصل کفر کے لیے کٹوا رہی ہے؟ قرآن کھول کر دیکھیے اس کے ہر صفحے پر تاریخ سے ایسی ہی ان گنت کہانیاں کردار اور ان کے انجام ثبت ہیں یہ لکھ کر مینار پاکستان پر لٹکا دیجیے جس دن سرزمین پاکستان ان غیر ملکیوں، جہاد کرنے والے سید احمد شہیدؒ کے قبیلے کے وارثوں سے خالی ہوگئی تو پھر اس بنجر بانجھ زمین پر اللہ کا قہر ٹوٹ پڑنے کے تمام اسباب پورے ہو جائیں گے۔ پاکستان اپنا مقصد وجود کھودے گا جس سے ہم اللہ ہی کی پناہ مانگتے ہیں اپنے خون سے اس درماندہ امت کے چراغ روشن کرنے والے جس دن جنت کے چراغاں کرنے کو ایک ایک کر کے کوچ کر گئے تو اس سرزمین پر گھپ اندھیرے اور سیاہ آندھیوں کے سوا کچھ نہ بچے گا۔ خاکم بدہن ان کے لیے تو وہ وعدوں میں سے ایک وعدہ لازم ہے جسے وہ پا کر رہیں گے فتح یا شہادت اور ہمارے لیے؟ کفر کے ایجنٹ بن کر؟ قرآن کا یہ بھی وعدہ ہے کہ جو کوئی ان کو دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہے۔ لہذا کفر پر موت یا شکست، باجوڑ کی فتح۔۔۔۔ فتح نہیں ایمان کی موت ہے اس معرکے کا نام ''راہ حق'' تھا دیکھیے اب وزیرستان کے معرکے کا نام کیا رکھا جاتا ہے۔ یہ گوروں نے نام رکھنے بھی خوب سکھا دیے حالانکہ عراق پر امریکی حملے کا نام Shock and Awe تھا نتیجہ خوب نکلا، اتنے سالوں کے بعد بے آبرو ہو کر دھکے کھا کر مبہوت ہو کر وہاں سے بھاگنے کی تیاری میں ہیں، کھسیا کھسیا کر اب افغانستان، پاکستان کا کھمبا نوچ رہے ہیں۔ معاشی بحران کے دھکے الگ کھا رہے ہیں۔ ادھر ہم کفر کی جنگ کا نام ''راہ حق'' رکھ بیٹھے۔ صرف نام پر تو یہ راستہ جنت کو نہیں چل دے گا۔

لہذا یہ راہ حق بھی جہنم ہی کی وادیوں میں کھلتی ہے جہاں کفر کی خوشنودی، کفر کی حکم برداری، کرسیوں کے استحکام، ڈالروں کی چاہت میں مسلمانوں پر دہشت گرد، عسکریت پسند، بھارت امریکہ کے ایجنٹ کے لیبل لگا کر معصوم عورتوں، بچوں، نوجوانوں کے خون سے ہولی کھیلی جائے۔ فلسفہ طرازیوں، دانشوریوں، بحث مباحثوں میں کفر کے حق میں دلائل دیتے دیتے بالآخر تو ایک دن حرف حرف، لفظ لفظ کا حساب چکانا ہوگا۔ ادارے، یونٹس، افسر، سفارشی، گورے، کالے، وی آئی پی سب بکھر جائیں گے۔ تتر بتر کوئی مددگار نہ ہوگا فیصلے وہ وہ کیجیے جن کا جواب تنہا دینا ممکن ہو اس لیے

سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے جب لاد چلے گا بنجارہ!

زرداری صاحب کے دو تازہ ترین انٹرویو بدترین دشمنوں سے دوستی اور محبت کے راگ الاپنے پر مبنی ہے، بھارت سے پاکستان کو کوئی خطرہ رہا اور امریکی طیارے پاکستانی حکومت کی اجازت سے پاکستانیوں کو خون میں نہلاتے ہیں، ہمارے حصے میں سارے کفن، چوریاں لکھے ہیں۔ غیرت، حمیت، ایمان کی ادنیٰ رمق سے بھی ہم ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ سانپوں کے ہار گلے میں ڈالے مسکرا رہے ہیں۔ نواز شریف جبری جلاوطنی سے نکل کر مستقلاً اختیاری جلاوطنی کی کیفیت میں ملک سے باہر آجا رہے ہیں، سارے ناخدا لمبی تان کر سو رہے ہیں، ایسی قوم کی مدد تو اللہ کا بھی قاعدہ اور دستور نہیں۔

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

آیئے معجزوں کا انتظار کریں!!!

پاکستان کا نائن الیون

کلیم اللہ چوہدری

میریٹ ہوٹل اسلام آباد کی تباہی کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ گویا یہ بات تسلیم کی جانی چاہیے کہ امت مسلمہ پر امریکہ کے جو مظالم نائن الیون کا سبب بنے اور امت پر ہونے والے جس جور وستم نے اللہ کے کمزور بندوں کو محض اللہ کی نصرت و تائید کے سہارے ''سپر پاور'' کے غرور کو خاک میں ملانے پر آمادہ و بیکار کیا، بعینہ یہی معاملہ پاکستان کے ساتھ بھی پیش آیا کہ جب پاکستان کے مرتد حکمرانوں نے اپنے آقا و مولا امریکہ ''بہادر'' کے خوشنودی کے لیے اُس کے ساتھ ''فرنٹ لائن اتحادی'' کے کردار کو نبھاتے ہوئے بے بس و لاچار مسلمانوں پر چہار جانب سے عرصۂ حیات تنگ کر دیا، سوات، وزیرستان و باجوڑ سمیت پورے قبائلی علاقوں میں معصوم و نہتے عوام کے خون کو صفِ بے مایہ گردان کر بے دریغ قتل عام کا سلسلہ طویل تر ہو گیا۔ خواتین اور بچوں کے خون کے تحائف امریکی آسیب کے آستانے پر چڑھانے میں کوئی ندامت محسوس نہیں کی گئی۔ آئے روز کے میزائل حملوں کے پیچھے کارفرما پورا جاسوسی نظام اور ''لاجسٹک سپورٹ'' امریکہ کو فراہم کرنے والی پاکستانی فوج کو آخر کیوں نہ مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اور پاکستانی حکومت اور فوج سے اس خون ریزی اور سفاکیت کے انتقام کو کس منطق کے تحت قابل گرفت کہا جاتا ہے؟ قبائلی علاقوں میں پرواز کرنے والے تمام امریکی جاسوسی طیارے پاکستانی علاقوں سے ہی کنٹرول کیے جاتے ہیں اور پاکستانی فوج کے کیمپوں میں بیٹھے ان کے گوری چمڑی والے آقا اس پورے جاسوسی نظام پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ گذشتہ ماہ ہونے والی انگور اڈہ کی کارروائی ''ہماری اپنی جنگ'' کی تسبیح پڑھنے والوں کے لیے کھلا سوال ہے کہ آخر جس وقت امریکی میرینز ایک ہی خاندان کی خواتین، بچوں اور ضعیف العمر افراد کے قتل عام میں مصروف تھے تو جائے وقوعہ سے چند سو میٹر کے فاصلے پر موجود پاکستانی فوج کی حالت بے حس و حرکت لاش کی سی کیوں تھی؟

قرآن کہتا ہے کہ ''دراصل آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں موجود دل اندھے ہو جاتے ہیں''۔ آنکھیں تو تمام حالات دیکھتی بھی ہیں اور اگر دل اندھے نہ ہوئے ہوں تو حالات کے نتیجے میں پیش آمدہ مراحل کا ادراک بھی ہو جاتا ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ ارباب اقتدار اپنے ایمان سمیت عقل و فہم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اب صرف اور صرف ان کے لیے ایک ہی تمغہ باعث افتخار رہ گیا ہے اور وہ تمغہ ہے بش کی چاکری کرتے ہوئے ''تمغہ ارتداد''۔ اس تمغے کی ''برکات''، پاکستانی ''نائن الیون'' کی صورت میں ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں اور دنیا میں ذلت، مسکنت و خواری کا طوق اور آخرت میں جہنم کا سب سے بھیانک درجہ اس کے حتمی نتائج ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آخر میریٹ ہوٹل کو اس قدر عجلت میں نائن الیون جیسا واقعہ کیوں قرار دے دیا گیا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس واقعہ میں 57 افراد ہلاک ہوئے جبکہ واہ کینٹ دھماکے میں اس سے کہیں سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ عددی اعتبار سے دیکھا جائے تو (حکومتی دعووں کے مطابق) واہ کینٹ دھماکہ اپنی ہلاکت آفرینی کے لحاظ سے زیادہ بڑا واقعہ ہے۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ میریٹ ہوٹل کے نسبتاً ''چھوٹے'' واقعہ کو ''پاکستان کا نائن الیون'' قرار دے دیا گیا؟ دراصل اس واقعہ میں ہمارے حکمرانوں کے لیے الہ کا درجہ رکھنے والے امریکہ کا جانی نقصان ہوا ہے۔ امریکہ نے خود سرکاری طور پر اعتراف کیا کہ اُس کے تین شہری اس حملے میں جہنم واصل ہوئے ہیں، جن میں ایک امریکی فوج کا اعلیٰ عہدیدار اور ایک امریکی سفارت کار شامل ہے۔ ان مرتد حکمرانوں کی ذہنی غلامی اور امریکہ و مغرب سے مرعوبیت کی بین ثبوت یہی ہے کہ جس واقعہ میں گوری چمڑی پر وار ہوا اُسے فوراً سے پہلے نائن الیون سے مشابہت دے ڈالو تا کہ امریکہ سے وفا کا بندھن مزید مضبوط ہو اور مرعوب اذہان کی طمانیت کا سامان میسر آ سکے۔

اس واقعہ کے اصل حقائق، وجوہات و محرکات کو پس پردہ رکھنے کی مسلسل کوششیں کی جا رہی ہیں۔ میڈیا پر خاک و خون میں غلطاں چند لاشیں دکھا کو عوام کو مطمئن کرنے کی سعی لاحاصل کی گئی۔ تمام تر اخبارات نے اس نکتے کو اصرار کے ساتھ اٹھایا ہے کہ ایک ماہ قبل امریکی کمانڈر انچیف میک مولن کی اسلام آباد آمد کے موقع پر مشتبہ بکسوں کو سکینر سے گذارے بغیر میریٹ ہوٹل میں کیوں منتقل کیا گیا اور ان آہنی بکسوں میں آخر ایسی کیا خفیہ چیز تھی؟ میریٹ ہوٹل میں دھماکے کے بعد لگنے والی آگ نے جس سرعت سے پوری عمارت کو اپنے قابو میں لیا، آگ کے جوالا و مختلف ٹی وی چینلز پر دکھائے گئے اور جس بڑے پیمانے پر آگ نے تباہی کا سامان کیا، اس سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ حکومت کا یہ دعویٰ بالکل بودا اور احمقانہ ہے کہ ہوٹل میں موجود گیس پائپ لائن کے پھٹنے سے آگ بھڑک اٹھی۔ ایسی آگ کسی بھی طرح گیس پائپ لائن کے پھٹنے سے نہیں بھڑک سکتی، آگ کی ماہیت و رنگت پر غور کر کے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ آگ محض گیس پائپ لائن کی وجہ سے نہیں بھڑکی بلکہ آگ کے شعلوں کو بھڑکتے ہوئے الاؤ کا روپ دینے میں ہوٹل میں موجود نامعلوم و خطرناک کیمیکل مواد نے اصل کردار ادا کیا۔ اس نکتہ پر بیش تر اخبارات نے اپنے اداریوں میں بھی توجہ دلائی ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہوٹل میں امریکن میرینز کی بھاری تعداد موجود تھی، جسے مستقبل قریب میں قبائلی علاقوں میں ''فرائض منصبی'' پر مامور کیا جانا تھا۔ فدائیان اسلام نامی تنظیم نے دھماکے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اڑھائی سو سے زائد امریکی کمانڈوز کے ہلاک ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ دعویٰ کسی تصدیق کا محتاج نہیں، کیونکہ پاکستان کو تو امریکی اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اور پاکستان کے مرتد حکمران اس قوم کو انتہائی ارزاں نرخوں پر بہت پہلے فروخت کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ ملک امریکی کالونی کی تصویر پیش کرے اور اس کے دارالحکومت میں امریکی کمانڈوز کی اتنی بڑی تعداد کا موجود ہونا قطعاً اچنبے کی بات نہیں۔ جب سے اس ملک کے لعین حکمرانوں نے اسلام سے غدر کر کے امریکہ کی جھولی میں بیٹھ کر دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مرکزی کردار ادا کرنا شروع کیا ہے امت سے بے وفائی اور یہود و نصاریٰ سے قربت و وفا کے اس تعلق کی قیمت تو وہی ادا کرنے پڑے گی جس کی طرف قرآن نے صراحت سے اشارہ فرما دیا ہے کہ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو ہرگز دوست نہ بناؤ، یہ تو (اسلام دشمنی میں) ایک دوسرے کے

دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی اُن سے قربت بڑھائے (اور دوستی کی پینگیں چڑھائے) گا تو وہ اُنہی کی مانند ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کے لیے کبھی سیدھے راستے کی جانب راہ نمائی نہیں کرتا'' (المائدہ: آیت ۵۱)۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر اب ہر سمت سے بڑلگانی شروع کی ہے کہ ''یہ ہماری جنگ ہے''۔ اگر یہ تمہاری جنگ ہے تو پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جنگ کسے کہتے ہیں۔ اگر تم اسے اپنی جنگ کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنی جنگ قرار دیتا ہے اور اپنے کمزور و مستضعف بندوں سے تمہارے اس طاغوتی نظام کی بیخ کنی کا کام لے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور اُس کا طریقہ ہے کہ وہ بڑے بڑے فراعنہ اور غرور و تکبر کے پہاڑوں کو اپنی ضعیف و کمزور مخلوق کے ذریعے مٹی کے ڈھیر میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ہاتھی والوں کے لیے ابابیلیں ہی کافی ہو جایا کرتی ہیں اور یہ قلیل التعداد مجاہدین (جنہیں تم دہشت گرد، شدت پسند، انتہا پسند کہتے ہو یہی) دور حاضر کی ابابیلیں ہیں۔ بس تم اور تمہارے سب الہ (یہود و نصاریٰ) تیار رہو۔ تم نے اپنے اور اپنی دجالی تہذیب کے ہاتھی میدان میں اتار دیے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ اپنی سنت اور طریقہ کے مطابق تمہارے ساتھ معاملہ فرمانے والا ہے اور خبردار! ابابیلیں آیا چاہتی ہیں۔ اگر یہ تمہاری ہی جنگ ہے تو اس جنگ کا فیصلہ خالق ارض وسما کے الفاظ میں سن لو ''کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی'' اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ بے شک میں اور میرا رسول ﷺ ہی غالب رہنے والے ہیں۔ (سورہ المجادلۃ: آیت ۲۱)

اھم حقائق

ایشیا ٹائمز کا کہنا تھا کہ میریٹ ہوٹل سے بیس کلومیٹر دور تربیلا میں پاکستانی Special Operation Task Force کے بریگیڈ ہیڈ کوارٹر میں تقریباً تین سو امریکی تربیت کنندگان موجود ہیں، جو پاکستانی افواج کو تربیت فراہم کریں گے۔ ایشیا ٹائمز کا کہنا تھا کہ اسے اعلیٰ ذرائع نے بتایا کہ یہ تربیتی پروگرام کوئی عام تربیتی پروگرام نہیں ہے۔ حالانکہ ۱۹۹۰ء میں میاں نواز شریف کے دور اور بعد ازاں مشرف کے دور میں بھی اسی مقام پر امریکی اسپیشل فورسز کے اعلیٰ اہلکار آتے رہتے تھے، لیکن اس بار امریکیوں کا پروگرام کچھ اور لگتا ہے کیوں کہ اس جگہ آنے کے بعد امریکی فورسز کنٹینرز کے اتروائے جانے کے دوران کسی پاکستانی افسر کو اجازت نہ تھی کہ وہ امریکیوں سے پوچھیں یا دیکھیں کہ ان کنٹینرز میں کیا رکھا ہے؟ ایشیا ٹائمز کا کہنا تھا کہ ان کینٹینرز کے سائز اور آثار دیکھ کر یہی لگتا ہے کہ ان میں جدید ترین آلات حرب، اسلحہ اور ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں ہی ہیں۔ پاکستانی ذرائع کا کہنا تھا کہ ابھی اور بھی امریکی فوجی گروپس پاکستان آنے والے ہیں جس کے بعد امکان ظاہر کیا جا رہا ہے کہ پاکستانی سرحدوں علاقوں میں امریکا اور پاکستان کا مشترکہ اور حتمی آپریشن کیا جائے گا۔ ایشیا ٹائمز کا کہنا تھا کہ امریکی صدارتی الیکشن سے پہلے کا دور پاکستان میں مجاہدین کے لیے اچھا ثابت نہ ہو گا اور ان کے خلاف بڑی خطرناک کارروائی کیے جانے کا امکان ہے۔ اور ویسے بھی تربیلا میں پہنچنے والے امریکی فوجیوں کی آمد ظاہر کر رہی ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے لیے آئے ہیں لیکن یہ بات بھی اہم ہے کہ طالبان بھی ان کے استقبال کے لیے ہیں۔

امریکی اخبار 'واشنگٹن پوسٹ' نے اس خبر کی تصدیق کی ہے کہ امریکی، پاکستانی اور افغانی حکام اس تجویز کو عملی شکل دینے پر غور کر رہے ہیں کہ افغانستان اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں طالبان اور القاعدہ کے خلاف وسیع، جامع اور مشترکہ کارروائی کیسی ہونی چاہیے؟ اخبار کا کہنا تھا کہ اس تجویز کو سراہا گیا کہ پاکستان اور افغانستان کی سرحدوں کے دونوں طرف طالبان اور القاعدہ کے خلاف مشترکہ کارروائی کے لیے جوائنٹ ملٹری فورس قائم کی جانی چاہیے تا کہ جنگجوؤں کی کمیں گاہیں تباہ کی جا سکیں۔ لیکن اس تجویز پر افغان وزیر دفاع عبدالرحیم وردگ نے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ایسی ٹاسک فورس کے قیام اور کارروائیوں سے خطے میں مزاحمت پھیلے گی۔ امریکی ذرائع کا کہنا تھا کہ اس حوالے سے پیش کی جانے والی تجاویز ایڈمرل مائیکل مولن کی جانب سے امریکی کانگریس کو دی جانے والی بریفنگ میں نئی امریکی اسٹریٹیجی برائے افغانستان کے خدوخال نمایاں کرتی ہے کہ امریکی افواج اب پاکستان میں کارروائی کرنا چاہتی ہیں۔

ادھر امریکی فضائیہ نے تصدیق کی ہے کہ اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل میں ہونے والے خوفناک بم دھماکے میں ہلاک ہونے والی تین امریکی اہلکاروں میں ایک کی شناخت امریکی فضائیہ کے افسر کی حیثیت سے ہو گئی ہے جو دھماکے کے وقت اسلام آباد کے سفارت خانے میں تعینات تھا اور میریٹ ہوٹل میں مقیم تھا۔ اس حوالے سے امریکی فضائیہ کے معاملات کی سن گن رکھنے والے امریکی فوجی صحافی برائن مچل کا اپنی رپورٹ اور ای میل پیغام میں کہنا تھا کہ اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل میں ہونے والے دھماکے کے حوالے سے بعض عالمی اور پاکستانی ذرائع کا ماننا تھا کہ اس میں امریکی ہلاکتوں کی تعداد زیادہ ہے اور عالمی میڈیا کا یہ ماننا تھا کہ اس دھماکے کا خاص پہلو میریٹ ہوٹل میں امریکی فضائیہ کے ۳۴ سالہ میجر روڈولفو آئی روڈریکویز کی بھی موت ہے جو الپاسو، ٹیکساس کا رہنے والا تھا۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ اسلام آباد کے امریکی سفارت خانے کی جانب سے یہ کہا گیا تھا کہ ہلاک ہونے والے امریکی فوجیوں کا تعلق امریکی سفارت خانے سے تھا، لیکن امریکی فضائیہ اور محکمہ خارجہ کا ماننا ہے کہ میجر روڈولفو آئی ریکویز کو امریکی فوجی اڈے ریمسٹن ائیربیس جرمنی میں تعینات کیا گیا تھا، جہاں وہ ۸۶ ویں کنسٹرکشن اینڈ ٹریننگ اسکواڈرن میں کام کر رہا تھا، جرمنی میں امریکی فوجی اڈے ریمسٹن ائیربیس کے ترجمان Aaron Schoenfeld کا ماننا تھا کہ اسلام آباد کے امریکی سفارت خانے میں ہلاک ہونے والا امریکی فضائیہ کے میجر روڈولفو آئی روڈریکویز اسلام آباد میں امریکی اعلیٰ قیادت اور پاکستانی حکومت کے بیچ ہونے والی ایک مفا ہمت کے نتیجے میں پاکستانی اسپیشل فورسز کو تربیت دینے کے لیے پاکستان آیا تھا، جہاں اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل میں ہونے والے خوفناک بم دھماکے میں شدید زخمی ہوا اور بعد ازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ یہاں یہ امر بھی واضح رہے کہ میریٹ ہوٹل میں دھماکے کی اطلاع پاتے ہی امریکی سفارت خانے کے طبی عملے اور گارڈز نے فوری طور پر کارروائی کرتے ہو ئے میریٹ ہوٹل میں ہلاک اور زخمی ہونے والے امریکی افواج کے اہلکاروں اور عملے کا نکالا تھا اور انہیں امریکی سفارت خانے کے جدید ترین اسپتال میں طبی امداد فراہم کی گئی تھی۔

امریکی میرینز کور کے ترجمان نے امریکی فوجی ذرائع کو بھیجی گئی اپنی ای میل میں کہا کہ وہ اس بات سے بحث نہیں کرنا چاہتا کہ آیا اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل میں یا اس کے قریب دھماکے کے وقت یا اس سے پہلے یا بعد میں امریکی میرینز بھی قیام پذیر تھے یا نہیں؟ ترجمان کا یہ موقف تھا کہ انہیں یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ بین الاقوامی علاقوں میں تعینات کیے گئے امریکی افواج کے اہلکاروں کے بارے میں بارے میں یا ان کی تعیناتی کا مقام یا ان کی رہائش کے بارے میں کیے جانے والے امریکی افواج کے انتظامات کے بارے میں معلومات ظاہر کریں۔ امریکی ائیرفورس کے ذرائع کا کہنا ہے کہ میریٹ ہوٹل کی عمارت پر حملہ امریکی اعلیٰ قیادت ایڈمرل مائیکل ملن کے دورے کے تین روز بعد پیش آیا اور اس سے پہلے یمن کے دارالحکومت میں بھی امریکی سفارت خانے پر حملہ کیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خطے میں امریکی اداروں کی پوزیشن اور حالات کیا ہیں؟ اس حوالے سے سابق چیف آف آرمی سٹاف مرزا اسلم بیگ کا ۱۲ اکتوبر کے اخبارات میں شائع ہونے والے مضمون میں یہ چونکا دینے والا انکشاف تھا کہ میریٹ میں سی آئی اے کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

☆......☆......☆

امریکی میزائل حملے اور صلیبی جنگ

رب نواز فاروقی

امریکہ سرزمین خراسان (قبائل) پر میزائل حملے کیوں کر رہا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو گاہے بگاہے میزائل حملوں کے بعد اٹھتا رہا مگر گذشتہ دو ماہ میں تو گویا میزائلوں کی بارش ہی ہوگئی ہے اور لکھنے اور بولنے والوں کا بھی مرکزی موضوع یہ ہی بن گیا ہے۔

تجزیہ نگار اور تبصرہ کار اس بنیادی مخمصے میں مبتلا ہیں کہ پاکستان کی ''خود مختاری'' اور ''اقتدارِ اعلیٰ'' کو ہر روز امریکہ پاؤں تلے روندتا ہوا یہ کارروائیاں کرتا ہے ان کی ڈھارس اور امید اس وقت بندھ جاتی ہے جب امریکہ کے دائمی ملازم پاک آرمی کے چیف کا بیان آتا ہے کہ ہم اس جارحیت کا مقابلہ کریں گے اور امریکی حملوں کا منہ توڑ جواب دیں گے۔ لیکن یہ امید پھر اگلے ہی روز ٹوٹ جاتی ہے کہ پھر میزائل حملہ ہوگیا، امریکی خود انگور اڈا میں اتر آئے اور کئی معصوم بچوں سمیت پورے گھرانے کو شہید کر گئے' جیسی خبریں سن کر دوبارہ نا امیدی اور مایوسی میں ڈوب جاتے ہیں۔ بجائے امریکیوں کے منہ توڑنے کے حکمران اور فوج اپنا سا ہی منہ لے کر رہ گئے' ایسا کیوں ہے؟ اس سوال کے جواب سے قبل اس قضیئے کو سمجھنا ضروری ہے کہ امریکہ کی قیادت میں دنیا بھر کے چالیس ممالک صلیبی جنگ لڑ رہے ہیں اور پاکستان اُن کا صف اول کا اتحادی ہے جو خود بھی باجوڑ اور سوات میں **صلیبیوں** کے مقاصد کے حصول کے لیے جنگ لڑ رہا ہے۔ جب امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان میک کارک سے میزائل حملوں کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا ''مجھ سے کیا پوچھتے ہو، پاکستان سے پوچھو''

ذرائع ابلاغ پر پابندیاں عائد کر کے تاریخ کی وہ بدترین بمباری ان علاقوں میں کی گئی جس کی مثال شاید خال خال ہی مل سکے۔ صرف باجوڑ سے ہجرت کرنے والے مہاجرین کی تعداد پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ وزیرستان میں ایک بڑی جنگ تیار ہے۔ پھر ان میزائل حملوں کی مخبری پاکستانی خفیہ ادارے ہی امریکی اداروں کو دیتے ہیں، پھر کیسی خود مختاری اور قومی سلامتی۔۔۔؟ اس بات کی شہادت خود **صلیبیوں** ہی کی زبانی سنیے ''27 جولائی 2008 کے' لاس اینجلس ٹائمز' نے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا کہ ''پاکستان میں سی آئی اے کے 200 ایجنٹ ہیں جو آئی ایس آئی کو فنڈز، آلات اور معلومات فراہم کرتے ہیں۔'' کسی بھی ملک میں سی آئی اے کے ایجنٹوں کی یہ سب سے زیادہ تعداد بتائی جاتی ہے۔

قبائل' چونکہ اس صلیبی جنگ میں اسلام کی سربلندی کی جنگ لڑ رہے ہیں اس لیے انفرادی و اجتماعی طور پر انہیں اسلام سے محبت کے جرم میں سزا دی جا رہی ہے جو وہ بخوشی، برضا و رغبت برداشت کر رہے ہیں۔ میجر جنرل صفدر حسین، جو کہ وزیرستان آپریشن کا کمانڈر رہا ہے' نے کہا تھا کہ میں نے یارگل قبیلے کو سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے تا کہ اسے دوسرے قبائل کے لیے نشانِ عبرت بنا دوں۔'' یارگل قبیلے کے اکثر نوجوان مجاہد ہیں جو کہ صفدر کے آقا امریکہ کو ناکوں چنے چبوانے میں کلیدی کردار ادا کر چکے ہیں۔

خراسان میں پاکستانی خفیہ اداروں کی مخبری پر امریکی میزائل حملوں کے واقعات پہلی مرتبہ نہیں ہو رہے لیکن ان میں اس سال شدت آئی ہے امریکہ کی طرف سے اب تک 55 میزائل حملے ہو چکے ہیں جس میں پہلا حملہ 18 جون 2004 کو وانا میں کیا گیا جس میں کمانڈر نیک محمد شہید ہوئے۔ اس کے بعد پرویزی دور میں 32 حملے ہوئے اور ''جمہوری'' دور میں 22 حملے ہوئے جن میں صرف ماہ ستمبر 2008 میں پانچ میزائل ہوئے۔ گذشتہ ماہ تین حملے ہوئے، اس سال 2008 میں ہونے والے چودہ میزائل حملوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

تاریخ	مقام	صلیبی افواج کا ہدف
29 جنوری	خوشحالی، میر علی	شیخ ابو اللیثؒ سمیت بارہ افراد جن میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں شہید ہوئے۔
28 فروری	کالوشہ، جنوبی وزیرستان	آٹھ طالبان شہید ہوئے جن میں پنجابی اور افغان شامل تھے۔
16 مارچ	نواز کوٹ، وانا	چودہ مجاہدین شہید ہوئے جن میں کراچی کے ڈاکٹر ارشد وحید بھی شامل تھے۔
14 مئی	پوی کلی، باجوڑ	چار طالبان اور تین بچوں سمیت 7 افراد شہید ہوئے۔
11 جون	مہمند	گیارہ اہل کاروں سمیت 19 افراد ہلاک ہوئے۔
28 جولائی	اعظم ورسک	مدرسے میں پانچ افراد شہید ہوئے، جن میں کیمیکل ماہر شیخ ابو خباب بھی تھے۔
12 اگست	باغڑ	انگور اڈا کے قریب 13 طالبان شہید ہوئے جن میں عبدالرحمٰن یعقوبی بھی شامل ہیں۔
20 اگست	زیڑی نور	مغل خیل کے حاجی یعقوب کے گھر پر ہوا، جس میں وہ زخمی ہوئے۔ ذرائع ابلاغ نے 3 سے 4 شہادتوں کی اطلاع دی۔
31 اگست	مپی، شمالی وزیرستان	گھر پر میزائل حملے میں چار افراد شہید ہوئے۔
3 ستمبر	موسیٰ نیکہ، جنوبی وزیرستان	امریکی کمانڈوز نے عورتوں اور بچوں سمیت ایک ہی گھر تقریباً 20 افراد کو شہید کر دیا۔
4 ستمبر	چار خیل، شمالی وزیرستان	چار افراد شہید ہوئے۔
8 ستمبر	ڈانڈے درپہ خیل، شمالی وزیرستان	حقانی مدرسے اور گھر پر میزائل گرے۔ کم از کم پندرہ افراد شہید ہوئے۔
12 ستمبر	ٹول خیل، شمالی وزیرستان	12 افراد شہید ہوئے۔ مکان اور سکول کو نشانہ بنایا گیا۔
17 ستمبر	باغڑ چنا	چار میزائل مارے، جن میں سے دو پہاڑ پر اور دو مکان پر گرے۔ پینٹاگون نے خبر دی کہ ایک القاعدہ رکن سمیت 3 طالبان شہید ہوگئے۔

3 ستمبر والے واقعہ پر پاکستان حکومت نے کہا کہ سی آئی اے کی غلط مخبری (جاسوسی) کی وجہ سے عام شہری شہید ہوئے جبکہ نیویارک ٹائمز نے دعویٰ کیا کہ دو درجن سے زائد القاعدہ اور طالبان کے افراد شہید کیے گئے۔ اس ایک واقعہ سے سی آئی اے کی جاسوسی کی اعلیٰ کارکردگی جانچی جا سکتی ہے جبکہ دیگر کارروائیوں میں زمینی جاسوسی پاکستانی خفیہ اداری مہیا کرتے رہے۔

افغانستان میں امریکی اور اتحادی افواج مسلسل ناکامی کی طرف تیزی کے ساتھ گامزن ہیں جس کا ثبوت اتحادی کمانڈر انچیف کا مزید فوج طلب کرنا اور بش کی طرف سے مزید 4 ہزار فوج فوراً اور 30 ہزار فوج جنوری 2009 میں عراق سے افغانستان منتقل کرنے جیسے بیانات ہیں۔ دریں حالات امریکہ کی یہ پالیسی ہے کہ خطۂ خراسان (قبائل) میں مجاہدین اور ان کے انصار کو نشانہ بنایا جائے تا کہ افغانستان میں مجاہدین کی طرف سے ہونے والی تابڑ توڑ کارروائیوں کو روکا جا سکے لیکن واقعاتی شواہد بتا رہے ہیں کہ مجاہدین کی کارروائیوں میں اضافہ ہوا ہے جس کا اعتراف کرتے ہوئے ایک امریکی تھنک ٹینک نے بھی کہا کہ اگر اسی طرح امریکی میزائل حملے جاری رہے تو سارے پشتون انتقاماً طالبان بن جائیں گے۔

افغانستان میں پے در پے ناکامیوں کے بعد **صلیبیوں** نے جنگ کی حکمتِ عملی تبدیل کرتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ خطۂ خراسان پر مرکوز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ 8 ستمبر 2008 کو صلیبی بش نے یو ایس ڈیفنس یونی ورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ''دہشت گردی کے خلاف جدوجہد میں پاکستان' عراق اور افغانستان کی طرح اہم ترین محاذ ہے اور دہشت گردوں اور شدت پسندوں کو شکست دینا پاکستان کے اپنے حق میں ہے کیونکہ ایک جمہوری اور آزاد ملک کی حیثیت سے پاکستان کی بقا کے لیے یہ لوگ ایک بہت بڑا خطرہ ہیں''۔

روز بروز بڑھتے میزائل حملے اور انگور اڈے پر فوجی میرینز کا اترنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ جنگ میں شدت اور تیزی آئے گی اور شاید اللہ تعالیٰ نے خطۂ خراسان کے حق میں ہی امریکہ کا قبرستان بننا مقدر کیا ہے کہ 23 ستمبر کو امریکی جاسوس طیارہ انگور اڈے میں مار گرانے اور 22 ستمبر کو شمالی وزیرستان سے جاسوسی طیاروں کو فائرنگ کر کے بھگا دینے کی خبریں اللہ تعالیٰ کی نصرتِ خاص کا عندیہ دے رہی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ قبائل میں بھی غیر معمولی غیرت دینی اور حمیتِ اسلامی کے جذبات ذرائع ابلاغ میں ذکر ہو رہے ہیں۔

پہلی قسط

قبولیت و مقبولیت

تپتے صحرا میں نخلستان کی مانند وہ گھر اپنی الگ شناخت لئے ہوئے تھا۔ کثافت سے بھرپور بے تحاشا پھیلی ہوئی اس بستی میں وہ چھوٹا سا گوشہ پوری لطافت لئے ہوئے جنت کا نمونہ معلوم ہوتا تھا، میسر آسائشوں کی بدولت نہیں بلکہ اپنے مکینوں کی وجہ سے۔۔۔وہ، اس کی شریک حیات اور چار ننھے معصوم فرشتے اور مسرتوں سے بھرپور زندگی۔ اسے دیکھ کر ہمیشہ یہ گمان گزرتا کہ جیسے جنت کے کسی مکین کو زمین پر یوں بھیج دیا گیا ہو جیسے اوریا مقبول جان جیسا کوئی ڈیپوٹیشن پہ مختلف سرکاری محکموں میں آجاتا ہے۔ اس کی کئی جگہوں پر تعیناتی ہوئی اور وہ ہر جگہ سرخرو رہا۔ پھر اسے اچانک ایک روز طلب کر لیا گیا لیکن ہوائیں آج بھی اس کے پاکیزہ وجود کی خوشبو لئے پھر رہی ہیں۔

میں آج بیٹھا سوچ رہا تھا کہ ان دونوں میں سے عظیم کون تھا۔ پھر مجھے یکدم ہی اپنی سوچ پر ندامت ہونے لگی۔۔۔ہاں؛ بلاشبہ دونوں عظمت کے بلند مرتبوں پر فائز تھے۔۔لیکن ان دونوں میں سے کسی کا درجہ بلند تھا۔ وہ کہ جس نے ایک جذباتی عمر میں نہیں بلکہ پختہ عمر میں عشق کیا اور اپنا سب کچھ لٹا دیا یا اسکی شریک حیات جو اس کی راہ میں حائل ہونے کے بجائے اپنے جگر گوشوں کے ہمراہ اس کے سنگ چل پڑی۔

کئی برس ہوئے وہ تعلیم مکمل کر کے ہاؤس جاب کر رہا تھا۔ شام ڈھلتے ہی وہ تھکا ماندہ اپنے کمرے میں پہنچتا اور پھر مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

اس شب اس کے کمرے میں اس کے دوستوں کے علاوہ اس کے کچھ مربی دوست بھی موجود تھے۔ گفتگو جانے کہاں سے شروع ہوئی اور محبت، عشق، قربانی سے ہوتی ہوئی قبولیت اور مقبولیت پر جا پہنچی۔ گفتگو ہوتی رہی، رائے پر رائے کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا۔ نیند سے بوجھل آنکھوں میں اچانک زندگی واپس لوٹ آئی تھی۔ قالین پر کشن سر کے نیچے رکھ کر نیم دراز اس کے دوست اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ وہ خاموشی سے اٹھا اور چائے لے کر آ گیا۔ سحر ہونے کو تھی جب وہاں موجود اس کا ایک مربی جو خاصی دیر سے خاموش بیٹھا گفتگو سن رہا تھا گویا ہوا،

قبول ہونا اور مقبول ہونا دو الگ مرتبے اور مقام ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ جو شے قبول ہو وہ مقبول بھی ہو جائے۔ اس کی مرضی کہ نظر دے کہ منظر چھین لے یا نظر دے کر منظر بھی دے اور پھر اسے دنیا کے لئے نظارہ بھی بنا دے۔ یعنی قبول بھی کر لے اور مقبول بھی بنا دے۔ اس کی خاموشی ہوتے ہی کمرے میں ایک دم گہری خاموشی چھا گئی تھی۔ سب کی نگاہیں اس مربی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ سب جانتے تھے کہ اگر اس کی خاموشی طویل ہو جائے تو پھر اس سے کچھ کہلوانا خاصی جان جوکھوں کا کام ہے۔ اس طرح کی گفتگو کرتے ہوئے وہ اچانک ہی لاتعلق سا ہو جاتا تھا، جیسے اس نے یہ الفاظ ادا ہی نہیں کیے، بے خودی ختم تو اس کی گفتگو بھی ختم لیکن آج اس کی خاموشی کوئی دوسرے معنی لئے ہوئے تھی، ایک عجیب سی سرشاری کی کیفیت اس پہ طاری تھی۔ کمرے میں موجود افراد کی بے چینی عروج پر پہنچنے کو تھی جب وہ بولا۔۔۔۔

''دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایک ہی ہستی کے لئے اور اسی کے سہارے پوری زندگی گزار دیتے ہیں اور سیراب ہو جاتے ہیں۔ باقی وہ ہوتے ہیں جو پوری دنیا سے قبولیت کی سند کے درپے ہوتے ہیں اور پھر بھی تشنہ رہتے ہیں۔''

چند لمحوں کے توقف کے بعد وہ گہری سانس لیتے ہوئے بولا۔ شہرت ہو یا مقبولیت، کسی ایک ہو جانے پر ہی موقوف ہے۔ کوئی ایک فرد، ایک ذات، ایک ہستی یا مقصد۔

یہ کسی ایک ہو جانا، اس سے وابستگی کر لینا بھی کیا عجیب شے ہے۔ اب یہ انسانوں پر منحصر ہے کہ وہ شہرت کا انتخاب کرتا یا مقبولیت کا۔ شہرت تو حقیر سی شے ہے۔ مقبولیت کا اس سے کیا موازنہ کرنا۔ کیا ہوس کا کوئی عشق سے موازنہ کرنے کی حماقت کر سکتا ہے۔۔۔نہیں کوئی نہیں۔

اس کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔ شاید وہ اپنے چہرے کے تاثرات کو چھپانے کے لئے آرام دہ صوفے سے اٹھا اور کھڑکی کے پردے ایک طرف کر کے باہر کی سمت جھانکتے ہوئے بولا: ''وہ عام طور پر زمین پر محبت تقسیم کر کے رکھتا ہے۔ دوستوں قرابت داروں اور اہل وعیال میں بانٹ کر رکھتا ہے اور کوائی ضد کرے تو محروم اسے بھی نہیں رکھتا۔ کوئی زرتشت آتشکدے میں سالوں آگ کی پرستش کرے تو اسے اسی آگ پر چلنے کی طاقت دے دیتا ہے۔ وقت کے پیغمبر کو استعجاب ہو تو ندا آتی ہے کہ غیرت گوارا نہیں کرتے کہ اسے اتنا بھی صلہ نہ دوں۔ کوئی لیلیٰ کا ہو جائے تو تذکرہ بن سجاتا ہے۔''

یہ بہت سادہ سا کلیہ ہے کہ جتنے چھوٹے وجود سے وابستگی اتنی شہرت، جتنی بڑی ہستی یا ذات سے وابستگی اتنی مقبولیت۔

شہرت ہو تو زبان پر تذکرہ ضرور ہوتا ہے۔ دلوں میں یاد ہوتی ہے نہ عقیدت نہ ہی وابستگی پر فخر، اس لئے کہ صرف شہرت ملتی ہے مگر قبولیت کا چھینٹا بھی نہیں پڑتا۔

کامیابی کیا ہے۔ میزبان نے پوچھا: ''قبولیت۔۔۔منزل قبولیت ہے، مقبولیت اس قبولیت کی ایک صفت ہے۔ یہ ایک پورا عمل ہے۔ تمام عوام یکجا ہو جاتے ہیں۔ قدرت فطرت کے ہاتھوں اس شخص کی نمو کرتی ہے۔ سارے موسموں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پیہم عمل، بس جیسے بیج زمین کی سخت تہہ کو پھاڑ کر ننھی سے کونپل بنتا ہے۔ تناور درخت بننے تک کئی موسموں سے گزرتا ہے۔۔۔بس یونہی'' ۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔پہلے وہ اپنی طرف مائل کرتا ہے پھر وہ قائل کرتا ہے۔ بعض لوگ مائل تو ہو جاتے ہیں قائل نہیں ہو پاتے۔ جو قائل ہو جائیں تو انہیں قابلیت بخشتا ہے پھر قبولیت کے درجہ پر فائز کرتا ہے اور پھر بلندی کے زینوں کو رب اسے مقبولیت بھی عطا کر دیتا ہے۔ بے شک صرف وہ غنی اور باقی سب حقیر ہیں۔

کیا ضروری نہیں جو قبولیت پا گیا اسے مقبولیت بھی مل جائے۔ اس کے ایک دوست نے پوچھا: ''نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔مقبولیت تو ایک اضافی انعام ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ مقبولیت پا جانے والا ہر شخص اپنے ساتھ کے قبولیت پا جانے والوں سے مراتب میں بلند ہو جیسے بعض دعاؤں کا بدل دوسرے جہاں کے لئے رکھ چھوڑا جاتا بس ویسے ہی بعض قبولیت پا جانے والوں کی مقبولیت کا درجہ کسی اور جہاں کے لئے اٹھا رکھا جاتا ہے۔ تم مقبولیت کی بات کرتے ہو بعض لوگوں کو مرتے دم تک یہ علم نہیں ہو پاتا کہ وہ قبول ہو گئے۔''

اسکی آواز میں واضح لرزش آ چکی تھی۔

مقبولیت کا تعلق قبولیت سے ہے تو پھر قبولیت کا تعلق کس سے ہے۔ میزبان نے بے چینی سے پوچھا: ''قربانی سے۔۔۔۔اور اس سے کہ جس کی بڑائی کو آپ اس حد تک تسلیم کر لیں کہ اپنا آپ پیش کر دیں۔ مطمع نظر، پیش نظر، محبوب نظر، سب کچھ وہی ہو۔''

ہاں۔۔۔جب قابلیت مل جاتی ہے تو وہ اپنا قرب دیتا ہے۔ قرب قربانی پر تیار کرتا ہے اور قربانی قبولیت کی سند بنتی ہے۔

اس دوران مربی واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ چکا تھا۔

قبولیت کا پیمانہ کیا ہے؟ میزبان کے ایک سینئر ساتھی ڈاکٹر نے سوال اٹھایا۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۳ پر

جہادِ افغانستان کے ۷ سال

منصور اصغر

رواں برس مارچ کے آخری ایام میں امریکی صدر بش نے ایک انٹرویو کے دوران افغانستان میں اپنی ناکامیوں کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان پر حملے کے چھے برس بعد بھی طالبان کو ابھی تک شکست نہیں دی جاسکی اور وہ دوبارہ منظّم ہو کر غیر ملکی افواج کے خلاف کاروائیاں کر رہے ہیں، اس سے بہت پہلے غیر جانبدار مبصر اور عسکری تجزیہ نگاروں نے یہ کہہ دیا تھا کہ امریکہ اور اس کے حواری افغانستان میں جنگ ہار چکے ہیں لیکن اپنی شکست کو تسلیم کرنے سے کترا رہے ہیں۔ یہ رائے دل کو لگتی بھی تھی کیونکہ دنیا کی واحد سپر پاور اقوامِ عالم کو کیسے بتاتی کہ بے سروساماں اور نہتے طالبان نے دنیا کی طاقتور ترین وار مشینری رکھنے والوں کو خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ سچ کو زیادہ دیر تک چھپانا مشکل ہوتا ہے۔ گزشتہ چند ہفتوں کے درمیان یا یوں کہہ لیں کہ رواں برس افغانستان میں موسمِ بہار شروع ہونے سے اب تک طالبان نامی آشفتہ سروں نے امریکی، اتحادی اور افغان فورسز کو جس طرح تگنی کا ناچ نچایا ہے، اُس کے بعد تو امریکی فوج کے جائنٹ چیف سٹاف ایڈمرل مائیک مولن بھی امریکی شکست کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ مذکورہ امریکی جرنیل نے چند روز قبل امریکی کانگریس کو پینٹاگون میں بریفنگ دیتے ہوئے کہا ہے "ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہماری فوجیں افغانستان میں طالبان اور دہشت گردی کے خاتمے میں ناکام ہو رہی ہے اور جنگ جیتنے کے لیے وقت نکلتا جا رہا ہے۔ امریکی فوج کے سربراہ کا مذکورہ بیان اس امر کا غماز ہے کہ قفقاز، وسطی ایشیا اور افغانستان تک پھیلی وسائل پر قبضے کی جنگ اب امنطقی نتیجے کی جانب بڑھ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ و مغرب نے اب اپنی تمام توجہ افغانستان پر مرکوز کر دی ہے۔ امریکی صدر بش نے چند روز قبل نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ فروری ۲۰۰۸ء تک عراق سے آٹھ ہزار امریکی فوجی نکال کر افغانستان میں تعینات کئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں نئے منصوبے کے تحت امریکی میرین فوجیوں کی ایک بٹالین جسے نومبر میں عراق بھیجا جانا تھا، بھی افغانستان بھیجی جائے گی۔ اس کے علاوہ لڑاکا فوج کا ایک بریگیڈ بھی جنوری ۲۰۰۹ء میں افغانستان میں روانہ کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ اس وقت افغانستان میں تقریباً ۳۳ ہزار فوجی طالبان کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ امریکی سورماؤں کے علاوہ اتحادیوں کی بھی خاصی کثیر تعداد افغانستان میں موجود ہے، جن میں نیٹو کے ۲۶ رکن ممالک کے ساتھ دس نان نیٹو ممالک کے آٹھ ہزار سے زائد فوجی دستے شامل ہیں لیکن پھر بھی طالبان ان کے قابو میں نہیں آ رہے۔ نیٹو سے یاد آیا کہ امریکی جرنیل نے تو اب اپنی شکست کا اعتراف کیا ہے لیکن افغانستان میں موجودہ اتحادی فورسز کے سربراہ میجر جنرل ڈیوڈ روڈ رگز نے رواں سال کے اوائلِ ایام میں ہی کہہ دیا تھا کہ افغانستان میں طالبان کو شکست دینے میں کئی سال لگیں گے۔ دوسری طرف طالبان کی یلغار ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔ ہیومن رائٹس واچ کی ایک تازہ ترین رپورٹ کے مطابق اتحادی فوجوں کی بمباری سے ہونے والی ہلاکتوں کے باعث طالبان کی حمایت میں بھی بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

امریکی و اتحادی فورسز افغانستان میں کن مشکلات سے دوچار ہیں، اس بابت طالبان کا کہنا ہے کہ امریکہ اور نیٹو افغانستان میں پھنس چکے ہیں اور اب انہیں واپسی کا راستہ نہیں مل رہا۔ نائن الیون کی ساتویں برسی کے موقع پر جاری کیے گئے بیان میں طالبان کی مرکزی مجلسِ شوریٰ نے کہا ہے کہ امریکہ افغانستان پر قبضے کا خیال اپنے دل سے نکال دے کیونکہ افغان قوم نے کبھی بھی بیرونی جارحیت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر نے سات برس قبل امریکی صدر بش سے کہا تھا کہ افغانستان پر حملہ کر کے وہ طالبان کو کئی شہروں سے تو نکال دیں گے مگر پورے افغانستان سے طالبان کو نکالنا اور وہاں مغربی تہذیب و ثقافت کو فروغ دینا اس کی بہت بڑی غلطی ہو گی جس پر بعد میں اسے پچھتاوا ہو گا۔ چنانچہ آج ایسا ہی ہوا ہے۔ طالبان کی مرکزی شوریٰ نے عالمی برادری اور عالمی تنظیموں سے کہا ہے کہ بہتر یہی ہو گا کہ تمام عالمی تنظیمیں، حکومتیں اور عوام امریکہ کی ظالمانہ سیاست سے آزادی سے جنگ لڑنے والوں کی اخلاقی حمایت کریں تاکہ جنگ و جدل اور بدامنی ختم ہو سکے اور امن قائم ہو سکے۔

افغانستان کے اندر جنگ کی جو صورتِ حال ہے وہ امریکہ، اس کے اتحادیوں اور افغان کٹھ پتلی حکومت کی نیندیں غارت کرنے کے لیے کافی ہے۔ تازہ ترین صورتِ حال کے مطابق دارالحکومت کابل اس وقت طالبان کی ہٹ لسٹ پر ہے جس کی وجہ سے کابل میں سخت خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق کابل اور اس کے گرد و نواح میں اس وقت اتحادی فورسز کو طالبان کی سخت مزاحمت کا سامنا ہے۔ کابل کی جانب آنے والی شاہراؤں پر طالبان کے حملوں میں اتحادی فورسز کے لیے سامانِ رسد لانے والے ٹرک اور آئل ٹینکرز کو بھی دیکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اتحادی اس وقت کس بے بسی کے عالم میں دن گزار رہے ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ اگر کابل کے بازاروں اور گلیوں میں نظر دوڑائی جائے تو یہاں اتحادی فورسز کے ٹرکوں، ٹینکوں اور گاڑیوں سے دھواں اٹھتا دکھائی دیتا ہے۔ کابل میں طالبان کے حملے اتنی شدت اختیار کر چکے ہیں کہ روزمرہ زندگی اور کاروبار بُری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ طالبان اور اتحادی فورسز کے درمیان سخت مقابل اس وقت کابل ہی میں ہے جہاں امریکی فوجیوں نے اپنی کمین گاہوں اور ہوائی اڈوں کے گرد مضبوط دیواریں اور خاردار تاریں بچھا رکھی ہیں تاکہ فدائی حملہ آوروں سے بچا جا سکے۔ کابل کے وہ علاقے جہاں انڈین سفارتخانے کے علاوہ امریکی سفارتخانہ اور نیٹو فورسز کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے، کے تمام راستوں میں بھی مظبوط دیواریں کھڑی کر دی گئی ہیں۔ وہ تمام گلیاں کہاں سرکاری دفاتر کے علاوہ سرکاری افسروں کی رہائش گاہیں ہیں، وہاں بھی ہر طرف خاردار تاریں بچھی نظر آتی ہیں۔ خوف و ہراس کا یہ عالم ہے کہ سرکاری افسران اور ارکانِ پارلیمنٹ نے اپنی رہائش گاہوں کے باہر پرائیویٹ سیکورٹی گارڈ کھڑے کر رکھے ہیں۔ جو ان کے عزیز و اقارب کو بھی شناخت کے بغیر گلی میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ دوسری طرف ایک طالبان رہنما نے چند روز قبل معروف جریدے نیوز ویک سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ طالبان کابل میں امریکی و اتحادی فورسز پر حملے کر کے یہاں سے ان کا نام و نشان بھی مٹا دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت طالبان کابل اور اس کے آس پاس کے صوبوں میں موجود اتحادی فوجوں کے حملوں کا بھرپور جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ طالبان نے اپنی جنگی حکمتِ عملی کے تحت کابل کو ۱۵ مختلف زونز میں تقسیم کیا ہوا ہے اور ہر زون کا کمانڈر اپنی جنگی حکمتِ عملی خود تیار کرتا ہے۔ ایک اور طالبان رہنما کے مطابق افغان پارلیمنٹ کے ارکان، غیر ملکی سفارتخانے، ہوٹل، ریستوران پر خودکش حملہ اُن کی اولین ترجیح ہے۔

یہ وہ حالات ہیں جن کی وجہ سے افغان صدر حامد کرزئی کو بھی چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اُن کا ملک فی الحال غیر ملکی افواج کے انخلا کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یاد رہے کہ گزشتہ برس حامد کرزئی نے

امریکی اشارے پر طالبان کو مذاکرات کے جال میں پھانسنے کی بڑی کوشش کی تھی لیکن طالبان نے کہا تھا کہ جب تک غیر ملکی قابض افواج افغانستان کی سرزمین پر موجود ہیں، کسی قسم کے مذاکرات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعدازاں کرزئی نے طالبان رہنماؤں کو حکومتی عہدوں اور مختلف صوبوں کی گورنری کی بھی پیش کش کی لیکن طالبان نے اس پیش کش کو ٹھوکر ماردی اور غیر ملکی افواج کے انخلا کو مذاکرات کے لیے شرطِ اول قرار دیا۔ دراصل غیر ملکی افواج کے انخلا کی بات سنتے ہی کرزئی کو امریکہ میں موجود اپنے ریستوران کا وہ کاؤنٹر دکھائی دینے لگتا ہے، افغانستان کا صدر بننے سے پہلے جہاں بیٹھ کر وہ گاہکوں سے پیسے وصول کیا کرتا تھا۔ اس لیے غیر ملکی افواج کا انخلا کرزئی اینڈ کمپنی کے لیے کسی ڈراؤنے خواب سے کم نہیں کیونکہ غیر ملکی فوجوں کے انخلا کا مطلب یہ ہے کہ طالبان اور افغان عوام کی طرف سے ''قرضی'' کے سراب تک جتنا ''قرضہ'' چڑھ چکا ہے اُس کا پورا پورا حساب دینا پڑے گا۔

امریکی جرنیل مائیک مولن نے افغانستان میں اعترافِ شکست کا تذکرہ تو گزر چکا لیکن مائیک مولن نے اپنی بات یہیں ختم نہیں کی بلکہ اُس نے افغانستان میں جنگ جیتنے کے لیے حکمت عملی بھی بیان کی ہے۔ ایڈمرل مائیک مولن کے مطابق ''میرے خیال میں ہم جنگ جیت سکتے ہیں اور اس کے لیے حکمت عملی تبدیل کرنا ہوگی اور اس کا دائرہ کار پاکستان تک بڑھانا ہوگا جہاں طالبان اور القاعدہ والے دوبارہ منظم ہو رہے ہیں اور قبائلی علاقے ان کے لیے محفوظ پناہ گاہ بنے ہوئے ہیں''۔ امریکی جرنیل کا یہ بیان اس امر کا غماز ہے کہ امریکی اب افغانستان میں جاری جنگ پاکستانی علاقوں میں بیٹھ کر لڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ امریکہ میں ڈیموکریٹس کی حکومت ہمیشہ پاکستان کی مخالف اور انڈیا کی حامی رہی ہے۔ لیکن اب دی پبلکن اور ڈیموکریٹس دونوں پاکستان کی مخالفت میں ایک ہو چکے ہیں اور مل کر تمام تر قوت افغانستان اور پاکستان قبائلی علاقوں میں استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عراق میں عنانِ حکومت اسرائیل اور امریکہ نواز قوتوں کے ہاتھ میں تھما کر اب فوجیں افغانستان منتقل کی جارہی ہیں۔ دوسرا اہم مسئلہ نیٹو فورسز کی سپلائی لائن کا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اس وقت روس کی جانب سے سپلائی لائن کی بحالی کا منصوبہ ٹھپ ہونے کی وجہ سے نیٹو فورسز تک سامان رسید پہنچانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ کراچی طورخم جلال آباد روٹ، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ راستہ وادی خیبر میں سے گزرتا ہے جو اس وقت طالبان کے نشانے پر ہے۔ طالبان کی اس وقت پوری کوشش ہے کہ نیٹو فورسز کی سپلائی لائن کو کاٹ کر اتحادیوں کا ناطقہ بند کیا جائے۔ آئے روز سامان رسد اور تیل لے کر جانے والے گاڑیوں ان کے حملوں کا نشانہ بنتی رہتی ہیں۔ لیکن جب طالبان قبائلی علاقوں میں سامان رسد لے کر جانے والے قافلوں پر حملوں میں کامیاب نہیں ہوتے تو پھر افغانستان کے اندر داخل ہوتے ہی وہ ان قافلوں پر ہلہ بول دیتے ہیں۔ اب قبائلی علاقوں میں تو پاکستانی سیکورٹی فورسز کی سپلائی لائن کی حفاظت کارروائیاں کر رہی ہیں لیکن امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستانی سیکورٹی فورسز افغانستان کے اندر تک طالبان کا تعاقب کریں۔ امریکہ کی یہ خواہش نئی نہیں بلکہ پرانی ہے۔ افغانستان میں پھنسے ہوئے امریکی کافی عرصے سے یہ چاہ رہے ہیں کہ طالبان اور پاک فوج کی افغانستان کے اندر آمنے سامنے کھڑا کر دیا جائے تاکہ دونوں طرف اگر برق گرے تو بے چارے مسلمانوں پر۔

☆......☆......☆

بقیہ: قبولیت و مقبولیت

محفل پر سکوت طاری تھا۔

''جو شے قربان کرنی ہو اسے پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیں۔ آگ اچک لے تو وہ قبول ہوگئی''۔ میزبان نے پوری سنجیدگی سے کہا۔

گفتگو جس رخ پر چل رہی تھی اُس میں میزبان کی یہ بات سب کو کچھ عجیب سی معلوم ہوئی سب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے اور وہ اطمینان سے بیٹھا تھا۔

''یہ تو خیر پہلے کی اُمتوں میں ہوتا تھا۔'' کسی نے زیرِ لب کہا۔

''قبول کرنے والا تو وہی ہے''۔ میزبان کے لہجے کی سنجیدگی برقرار تھی۔

کچھ یاد نہیں پڑتا کہ وہاں مزید کیا بات ہوئی۔ اس نے ہاؤس جاب مکمل کی اور ایک کامیاب ڈاکٹر کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ ہمہ وقت مریضوں کی دیکھ بھال میں مصروف وہ نوجوان ڈاکٹر کسی نعمت سے کم نہ تھا۔

اپنا آپ منوانے کو ایک وسیع دنیا اس کی منتظر تھی اور وہ اسے فتح کرنے کے لئے اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ تیار کھڑا تھا۔ دماغ نے بیرون ملک جا کر مزید تعلیم حاصل کرنے اور ماہر امراض بننے کی راہ دکھائی لیکن وہ شہرت اور مقبولیت کے چکر میں پھنس چکا تھا۔ دل نے فیصلہ صادر کیا کہ اس میں کہیں نہ کہیں خدمت سے زیادہ شہرت کی خواہش موجود ہے۔ مقبولیت کی راہ کم از کم تمہارے لئے کوئی اور ہے۔ اس نے یہیں رہ کر راہیں تلاش کرنے کا فیصلہ کیا۔

انہی دنوں اس کی شادی ہوگئی۔ شریک حیات بھی وہ ملیں کہ کائنات میں صادق کا لقب پانے والے نبی ﷺ نے کہا کہ ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت نیک بیوی ہے۔ شاید یہ اس کی خوش بختی ہی نہیں قبولیت پر مہرِ تصدیق ثبت ہونے کا وقت تھا۔ اس جہاں کے لئے اتنا، جتنا اس جہاں کی نصرت اور اس جہاں کے لئے اتنا جتنا وہاں کی ضرورت، سادہ سا نکتہ تھا دونوں اس پر متفق ہوگئے اور پھر وہ خدمت خلق کے کاموں میں وقف ہوتا چلا گیا۔ اندرون ملک اور بیرون ملک جہاں کوئی آفت یا مصیبت آئی اسے پہنچنے میں دیر نہیں ہوئی۔ گھر سے اسے کبھی شکوہ اور شکایتیں سننے کو نہیں ملیں، شریک حیات کبھی ڈھال بنیں تو کبھی سہارا۔ (جاری ہے)

☆......☆......☆

دل کی آنکھیں

آیاتِ الٰہی کو سمجھنے اور دلائل کو سمجھنے کے لیے دل کی آنکھیں درکار ہوتی ہیں اور دل کی یہ آنکھیں اللہ کے خوف، احکامِ شریعت کی اطاعت اور عبادات میں انہماک ہی سے ملتی ہیں۔

''اب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلائل پہنچ چکے ہیں۔ سو جو کوئی بصارت سے کام لے گا وہ اپنا فائدہ کرے گا اور جو شخص اندھا بنا رہے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، اور میں کوئی تمہارے اُوپر نگران تو ہوں نہیں'' (الانعام: ۱۰۴)

(ایمان کے بعد اہم ترین فرض از شہید ڈاکٹر عبداللہ عزامؒ)

طالبان نے نیٹو سپلائی لائن خطرے میں ڈال دی

صفی علی اعظمی

صف اول کے عالمی اسٹریٹجک تجزیہ نگاروں اور ماہرین کا استدلال ہے کہ نیٹو اور امریکا کی جانب سے پاکستانی قبائلی علاقوں اور افغانستان میں جاری بڑے آپریشن نے اس کی سپلائی لائن کو خطرے سے دوچار کر دیا ہے، اس حوالے سے معروف برطانوی اخبار ٹیلی گراف کے نمائندے مقیم خیبر ایجنسی Nick Meo نے اپنی تجزیاتی رپورٹ میں اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ طالبان کی نئی اسٹریٹجی کے مطابق وہ اب افغانستان میں جانے والی نیٹو کی سپلائی لائنوں کو نشانہ بنانے پر عمل کر رہے ہیں۔ برطانوی صحافی Nick Meo کا اپنی رپورٹ میں کہنا تھا کہ انہیں ملنے والی اطلاعات میں طالبان ذرائع نے اس امر کی تصدیق کی ہے وہ اب نیٹو کی سپلائی لائنوں کو کاٹنا چاہتے ہیں جس سے نیٹو اور اس کے امریکی اتحادیوں کی شہ رگ پر حملہ کرنا زیادہ آسان ہوگا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ خیبر ایجنسی پاکستان سے افغانستان جانے والے امریکی اور نیٹو اتحادیوں کا سپلائی روٹ ہے، جس پر طالبان نے حملوں کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں برطانوی اخبار ٹیلی گراف کے نمائندے نک میو کا کہنا تھا کہ خیبر ایجنسی میں انہیں ایک بڑے اور اہم قبائلی سردار نے اپنا نام نہ ظاہر کرنے کی شرط پر بتایا کہ طالبان کی جانب سے خیبر ایجنسی کا کنٹرول سنبھال لیا گیا ہے اور پاکستانی سیکورٹی فورسز نے اس علاقے پر اپنا کنٹرول کھو دیا ہے جس کے بعد طالبان کی جانب سے اس خطے میں افغانستان میں موجود نیٹو اور امریکی اتحادیوں کے لیے بھیجے جانے والے سپلائی قافلوں پر حملو ں کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں، برطانوی اخبار کا دعویٰ تھا کہ آپ اگر اس علاقے میں جائیں گے تو آپ نیٹو کی سپلائی گاڑیوں اور ٹرکوں کے ڈھانچے جا بجا نظر آئیں گے، جنہیں سیکورٹی فورسز ہٹا دیتی ہیں تا کہ خوف اور دہشت نہ بڑھے حالانکہ طالبان کی جانب سے اس علاقے میں نیٹو اور اتحادی افواج کی سپلائی لائن پر حملوں کا سلسلہ پرانا ہے جس میں آنے والے ایام میں مزید تیزی آئے گی، ٹیلی گراف کا دعویٰ تھا کہ یہ کہنا کہ اس علاقے میں طالبان کے حملوں میں اب تک کتنے ٹرک اور آئل ٹینکرز تباہ ہوئے، کافی مشکل ہے کیوں کہ یہ اس تعداد ملٹری کا راز ہوتی ہیں لیکن اس علاقے میں موجود قبائلی حکام اور افراد کا کہنا تھا کہ اس سال خیبر ایجنسی میں نیٹو کے تباہ ہونے والے آئل ٹینکروں کی تعداد ۴۲ سے زیادہ ہے۔ جب کہ دیگر اقسام کی گاڑیوں کی تعداد اس سے سوا ہے۔

برطانوی اخبار کا دعویٰ تھا کہ اس علاقے سے افغانستان جانے والے ٹرک اور ٹینکرز ڈرائیوز کو بھاری رقم ادا کی جاتی ہے۔ ٹیلی گراف کا یہ بھی کہنا تھا کہ اس سے بات چیت میں ایک ٹرک ڈرائیو مومن خان درویش کا کہنا تھا کہ اگر کسی کو معلوم نہیں کہ پاکستان میں سب سے زیادہ خطرناک کام کون سا ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پاکستان کا سب سے مشکل اور زندگی کو خطرے میں ڈالنے والا کام نیٹو کے سپلائی ٹرکوں کو چلا کر افغانستان لے جانا ہے۔ مومن کا کہنا تھا کہ طالبان کی جانب سے مسلسل اس علاقے میں پمفلٹس تقسیم کیے جاتے ہیں کہ اگر کوئی ڈرائیو اس علاقے سے افغانستان میں نیٹو کی سپلائی کا سامان لے جائے گا تو اس کی جان کی خیر نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کی زندگی کی ضمانت دی جائے گی۔

ٹیلی گراف کا کہنا تھا کہ پاکستانی ساحلی شہر کراچی سے لے کر افغانستان جانے والے سیکڑوں ٹرکس اور آئل ٹینکرز اسی وادی خیبر کے راستے گزرتے ہیں جو نیٹو اور امریکی افواج کی ستر فیصد اشیائے صرف، خوراک اور تیل پہنچاتے ہیں اسی لیے یہ وادی طالبان کے لیے انتہائی اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ ٹیلی گراف کا کہنا تھا کہ پہلے تو سو فیصد سامان، تیل، اسلحہ اور گولہ بارود اسی وادی سے افغانستان بھیجا جاتا تھا لیکن طالبان کے حملوں کے اضافے کے بعد برطانوی افواج نے اس سپلائی لائن کو صرف خوراک اور تیل کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اسلحہ اور گولہ بارود اب کوئٹہ کے راستے ہلمند بھیجا جاتا ہے اور برطانوی انٹیلی جنس اور افواج ان قافلوں پر حملوں کے روکنے کا جتن کرتی آئی ہیں۔ ٹیلی گراف کا کہنا تھا کہ اس سال نیٹو اور روس کے مابین ہونے والے مذاکرات سے مغرب اور امریکا کو اس بات کی امید ہو چلی تھی کہ وہ شمالی افغانستان کے راستے نیٹو اور امریکی افواج کے لے سپلائی روٹ بحال کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جس کے بعد طالبان کی نیٹو سپلائی لائن کاٹنے کی اسٹریٹیجی ناکامی کا شکار ہو سکتی ہے۔

ٹیلی گراف کی رپورٹ میں معروف عالمی تجزیہ Jane's Country Risk نے منسلک ماہر Mathew Clements کا استدلال تھا کہ اگر پاکستانی خیبر ایجنسی سے سپلائی آپریشن روکنا پڑا تو دوسرے راستوں سے کی جانے والی سپلائی بہت زیادہ مہنگی ہوگی۔

ٹیلی گراف کا اپنی رپورٹ میں کہنا تھا کہ نیٹو ترجمان کے بیان سے قطع نظر صورت حال کافی مختلف ہے کیوں کہ آپ کو وادی خیبر میں طالبان کے حملوں کے نتیجے میں بارہا ایسے تباہ شدہ ٹرکس اور ٹینکرز نظر آئیں گے جو اب بھی راستوں میں پڑے طالبان کی جانب سے سپلائی لائن کے خلاف کارروائیوں کی داستانیں سنا رہے ہیں۔ قبائلی ذرائع کا کہنا تھا کہ نیٹو کے سپلائی قافلوں پر کیے جانے حملوں کے بعد پشاور کے چور بازاروں میں امریکی اور نیٹو افواج کے لیے بھیجے جانے والے سامان کی کھیپ بکنے کے لیے نظر آتی ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ طالبان واقعتاً نیٹو سپلائی لائن کے لیے بہت بڑا خطرہ بن چکے ہیں۔ برطانوی اخبار کا کہنا تھا کہ پاکستانی حکام کی جانب سے اس اعتراف کے باوجود کہ اس کے سیکورٹی فورسز کی جانب سے خیبر ایجنسی میں گرفت مضبوط ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ خیبر ایجنسی جیسا نیٹو کا اہم سپلائی روٹ مکمل طور پر طالبان کے قبضے میں آ چکا ہے۔

☆......☆......☆

بھیڑ کے بچے کی کنفیوژن

ایاز امیر

اگرچہ پاکستان سمیت دنیا کے ذرائع ابلاغ، کفری و طاغوتی نظام کے نظریات اور طرز زندگی کی ترویج میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ لیکن جب بھی ابلیس کے لشکر کسی نئے محاذ سے مسلمانوں پر کوئی نیا تازیانہ برساتے ہیں تو انہی ذرائع ابلاغ میں موجود "نام نہاد" دائیں بازو کے عناصر کچھ بکھرے لفظوں اور ٹوٹے پھوٹے جملوں میں اپنے اضطراب کا اظہار کرتے ہیں۔ زیر نظر تحریر میں بھی مضمون نگار نے امریکہ کی جانب سے پاکستانی سرحدوں کی "خلاف ورزی" اور "خودمختاری "کے عدم احترام کا رونا رویا ہے۔ لیکن وائے کم نگاہی! کہ مرض یعنی "وھن"کی تشخیص اور علاج یعنی جہاد کے تجویز کی توفیق صرف اہل نظر کو نصیب ہوتی ہے۔

امریکہ ہماری گردن پر سوار ہے لیکن ہم ہیں کہ ایک صدائے احتجاج بلند کرنے کے قابل نہیں۔اگر ایک کتا بھی ہماری پوزیشن پر ہوتا تو اب تک کئی بار بھونک چکا ہوتا۔ بکری ہماری جگہ ہوتی تو وہ بھی منمنا کر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دیتی۔لیکن اسلامی جمہوریہ پاکستان جس کے پاس دنیا کی شاید چھٹی یا ساتویں بڑی فوج ہے اور جس کے پاس بے شمار نیوکلیئر بم ہیں، اسے بے نام وسوسوں اور بے جا تخویف نے گھیر رکھا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ ہم نے بھیڑ کے بچے کی سی خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔

افغانستان میں فتح شاید امریکی یانکیوں (امریکیوں کے لیے نفرت انگیز طرز تخاطب) کا مقدر نہیں لیکن قسم خدا کی فتح کا نشہ اور غرور اس وقت یانکیوں کے سر چڑھ کر بولتا ہے جب وہ پاکستانی افسران سے بات چیت کرتے ہیں یا معاملات طے کرتے ہیں کیونکہ یہ افسران اعلیٰ درجے کی طوائفوں کا روپ اختیار کر چکے ہیں۔ یانکیوں نے ہمیں دوہری مصیبت میں پھنسایا ہوا ہے۔ ہماری فوج اب اور کسی کام میں ماہر ہو نہ ہو لیکن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹیز کا انتظام چلانے میں خاصی ماہر ہو چکی ہے۔

جنگ یا فنون حرب سے تو ہماری فوج کا اب دور دور تک کوئی علاقہ ہی نہیں رہا، ہاں یہ ضرور ہے کہ اسے اپنے قبائلی علاقوں خصوصاً باجوڑ ایجنسی میں آپریشن کے لیے جھونک دیا گیا ہے۔ اس اندھی تابڑ توڑ جنگ کے نتائج و عواقب یہ ہیں کہ قبائل ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں محفوظ مقامات کی طرف نقل مکانی پر مجبور کر دیئے گئے ہیں۔ جبکہ ان کے گھر اور چولہے ٹھنڈے پڑے ہیں۔ اس کشاکش میں بے شمار معصوم لوگ جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

یوں لگتا ہے کہ پاکستانی فوج امریکی دباؤ کے سامنے بے بس ہے، وہ یہ آپریشن کرنے اور امریکی احکامات پر آمنا صدقنا کہنے پر مجبور ہے۔ دوسری طرف امریکہ اپنے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے بغیر پائلٹ کے جاسوس طیاروں کے ذریعے ہمارے قبائلی علاقوں پر میزائلوں کی بارش کئے جا رہا ہے۔ اسامہ بن لادن بھلے امریکہ کے لیے خوف و دہشت کی علامت بن چکے ہیں لیکن فاٹا میں جنگ سے تباہ حال قبائلیوں کے لیے جاسوس طیارے اور ہیل فائر میزائل خوف و دہشت کی علامت ہیں۔ یہ ایک عجیب وغریب قسم کی جنگ ہے جس میں ہم پھنس کر رہ گئے ہیں۔ افغانستان میں امریکہ اپنی جنگ ہارتا نظر آ رہا ہے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ طالبان مضبوط سے مضبوط ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی کی دہائی میں سوویت یونین کی فوج کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا وہی کچھ آج بیس سال بعد امریکی فوج کے ساتھ ہونے جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود افغانستان میں اپنی جنگی حکمت عملی پر نظر ثانی کرنے کے بجائے، امریکہ اپنا غصہ پاکستان پر نکالنے کے لیے ادھار کھائے بیٹھا ہے۔

افغانستان کی گزشتہ دو صدیوں کی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ افغانستان کوئی تر نوالہ نہیں، جسے کوئی بھی آسانی سے ڈکار سکتا ہے۔ جہاں تک ہماری ۶۱ سالہ تاریخ کا تعلق ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ہمیں بڑی آسانی سے ہدف بنا لیا جاتا ہے۔ اس موقع پر ہم انتہائی سہولت سے یہ پیش گوئی کر سکتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں جوں جوں امریکہ کے لیے افغانستان میں معاملات سخت ہوتے چلے جائیں گے، توں توں وہ پاکستان پر اپنی پھنکار تیز کرتا چلا جائے گا۔

اس بڑھتی چپقلش اور ہر لحظہ حشر سامانیوں سمیٹتی ہنگامہ آرائی میں کچھ تفنن طبع کا سامان بھی موجود ہے، اگرچہ یہ مزاح خاصا تلخ خاصا گھمبیر ہے۔ جی ہاں ہماری خودمختاری کا بار بار تذکرہ کیا جاتا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خدانخواستہ اس کے احترام کا پندارنہ ٹوٹ جائے۔ امریکی ہماری خودمختاری کا بینڈ بجاتے ہوئے ہمارے علاقوں پر خم ٹھونک کر حملے کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے وزیر اعظم سے لے کر نچلے درجے کے اہلکاروں تک سبھی یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ خودمختاری کا ہر قیمت پر تحفظ اور دفاع کیا جائے گا، خدا جانے یہ کس خودمختاری کی بات کرتے ہیں جبکہ پاکستان کا بچہ بچہ اس حقیقت کی رمز سے آشنا اور باخبر ہے کہ ہماری خودمختاری کا کیا کچومر بن چکا ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں فوج کی حالت خاصی قابل رحم ہے، اسے بیک وقت دو محاذوں کا سامنا ہے، آگے سمندر پیچھے کھائی والی کیفیت ہے۔ فوج اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ امریکی احکامات کی تعمیل سے انکار کر دے، ۱۹۵۰ء کی دہائی کے اوائل میں ہی امریکہ کے ساتھ طے پانے والے دفاعی معاہدوں کی رو سے پاکستانی فوج کو آزاد منشی کی اجازت نہ تھی۔ بہر حال اب فوج کو نہ صرف امریکی احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے بلکہ اسے فاٹا میں امریکی جارحیت کے حوالے سے عوامی غم و غصے کا بھی سامنا ہے۔ سو عوامی غم و غصے کو فرو کرنے کے لیے ایک نیم دلانہ کوشش کی گئی، آرمی چیف کی طرف سے ایک بیان جاری کیا گیا، جس میں کہا گیا کہ امریکی فوج کو سرحد کے اس پار مداخلت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس بیان کو کور کمانڈروں کی تائید بھی حاصل رہی۔ اس بیان سے شاید اعلیٰ فوجی قیادت کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ امریکہ کو ڈیورنڈ لائن کے اس پار زمینی حملے کرنے کی اجازت نہیں ہے، ویسے حملے جیسے ستمبر کے اوائل میں انگور اڈہ پر ہیلی کاپٹروں کے ذریعے کئے گئے تھے۔ لیکن ایک ایسی قوم جس کا مورال انتہائی سطح تک گر چکا ہو اور جو قیادت کے فقدان کی وجہ سے

اپنے مستقبل سے مایوس ہو، جہاں کی حکومت (پی پی پی) دم سادھ کر چپ کا روزہ رکھ لے، تو ظاہر ہی بات ہے کہ ایسی مایوس قوم کہیں سے ہلکی سی بھی امید کی جھلک دیکھ کر اس طرف لپکتی چلی جائے گی۔ سوا گر جنرل اشفاق کیانی کی طرف سے بیان آ گیا تو اس پر ہر طرف سے تعریف و توصیف کے ڈونگرے برسا دیئے گئے اور ان کے اس بیان میں برطانیہ کے چرچل کی سی باغیانہ روش ڈھونڈنے کی کوششی کی گئیں۔ لیکن اس میں بے چاری مایوس قوم کا کیا قصور۔

پاکستان کی طرف سے جارحانہ نوع کے بیان کے دو دن کے اندر اندر امریکہ نے وزیرستان پر ایک اور میزائل حملہ کر دیا۔ اس دوران چیرمین یو ایس جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن ہنگامی دورے پر اسلام آباد تشریف لائے۔ شاید یہ دورہ پاکستان کے پر کترنے کے لیے تھا۔ لیکن اس کے باوجود امریکی سفارتخانے کی طرف سے مائیکل مولن کے حوالے سے جو بیان جاری ہوا، اس میں یہی عہد دہرایا گیا کہ امریکہ، پاکستان کی خودمختاری کا احترام کرتا ہے۔ اور مولن کے اسلام آباد سے تشریف لے جانے کے چند گھنٹوں بعد جنوبی وزیرستان پر ایک اور میزائل حملہ کر دیا گیا۔ اس از حد گھمبیر صورتحال میں اگر کوئی پر مزاح پہلو ہے تو وہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کے بیانات ہیں جو گاہے بگاہے مختلف الفاظ کا بگھار دے کر یہ در فنطنی چھوڑتے ہیں کہ پاکستان کی خودمختاری کو مجروح نہیں ہونے دیا جائے گا۔ ان کی یہ عالی بیانی دیکھ کر ہمیں یاد پڑتا ہے کہ کسی نے تو یہ بھی کہا تھا کہ ہم امریکہ سے جنگ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ تو اب کیا ہوگا کہ یک بیک خیالات ہی میں تبدیل ہو گئے؟ یہ جنگ کا طبل کون بجا رہا ہے؟ مخدوم یوسف رضا گیلانی جنہیں قدرت نے پاکستان کے قومی مفادات کی حفاظت کا فریضہ عطا کر رکھا ہے، آج کل قومی منظر نامے پر خاصے حیران کن قسم کے بیانات داغتے نظر آ رہے ہیں۔ بغاوت، جارحیت اور مزاحمت مختلف شکلیں اختیار کر سکتی ہیں۔ سر دست پاکستان ہمیں کتنا ہی فروتریں پوزیشن پر ہی کیوں نہ نظر آ رہا ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ اب بھی ہمارے پاس معاملات میں تبدیلی لانے کے لیے کافی آپشنز موجود ہیں۔ ہم امریکیوں کو کھلے اور صاف لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر فاٹا پر حملے جاری رہے تو پاکستانی فوج ان علاقوں میں جاری فوجی آپریشن ختم کر دے گی۔ ہمارے خیال میں یہ دھمکی خاصی کارگر ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ امریکہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ افغانستان سے اپنی فوجیں فاٹا میں جھونک دے، انہیں پہلے ہی افغانستان میں خاصی کٹھنائیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بے شک امریکہ فاٹا میں فوج داخل کرنے کی دھمکی دے سکتا ہے لیکن ایسا کرنا عملی طور پر اس کے لیے ممکن نہیں ہوگا۔

امریکہ اور ناٹو فوج کے لیے سپلائی پاکستان سے ہو کر جاتی ہے۔ ہمارے پاس یہ مضبوط آپشن بھی ہے کہ ہم یہ سپلائی لائن کاٹ دیں۔ لیکن اس کے لیے بڑے دل گردے اور جگرے کی ضرورت ہے جو سر دست تو ہمیں پاکستانی قیادت میں نظر نہیں آ رہا۔ ملک کو اس وقت جس قسم کے مشکل حالات کا سامنا ہے، اس میں آصف زرداری کو پاکستان میں ہونا چاہیے۔ لیکن موصوف اپنے انتخاب کے چند روز ہی "نجی دورے" پر دوبئی تشریف لے گئے۔ جہاں ان کا گھر ہے اور وہاں سے وہ لندن کے لیے عازم سفر ہو گئے۔ اپنے برطانوی دورے کا جواز پیش کرنے کے لیے انہوں نے وزیر اعظم گورڈن براؤن سے ملاقات کی جبکہ انہیں ان کے ملک برطانیہ میں بھی کوئی سنجیدگی سے نہیں لیتا، لیکن آصف زرداری نے ان سے درخواست کہ وہ امریکہ سے التجا کریں کہ وہ پاکستان کی جی ہاں وہی پرانے لیھڑے یعنی "خودمختاری" کا احترام کرے۔

صدر زرداری نے میڈیا کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہا کہ برطانیہ دیگر ممالک کی نسبت بر صغیر کے معاملات بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے۔ اس لیے برطانیہ زیادہ احسن طریقے سے پاکستانی تشویش کو عالمی سطح پر اجاگر کر سکتا ہے۔ یہ سن کر کئی افراد کو سکتہ ہو گیا ہوگا لیکن کیا یہ امر ہمیں پاکستان کی موجودہ قیادت کی صلاحیتوں کے جانچ کی سہولت فراہم نہیں کر رہا۔ ابھی کل پرسوں ہی اطالوی اتحاد کے علمبردار Garibaldi کی کتاب زیر مطالعہ تھی۔ موصوف لکھتے ہیں کہ "اپنی ساری زندگی میں نے جس اٹلی کے خواب دیکھے تھے، وہ کافی مختلف تھا، وہ غربت گزیدہ اور عزت نفس سے عاری ملک نہ تھا جہاں قوم کے ارزل ترین درجے کے طبقات حکمرانی کے مسند پر قابض ہیں۔"

"غربت گزیدہ اور عزت نفس سے عاری ملک" اور پھر "قوم کے ارزل ترین طبقات کی حکمرانی"۔ کیا یہ الفاظ خود ہی اپنی وضاحت نہیں ہیں؟ قیادت کے بحران نے پاکستان اور پاکستانیوں کا مورال تباہ کر دیا ہے، قوم نفسیاتی طور پر بکھر رہی ہے اور اب یوں دکھائی دے رہا ہے کہ ٹراما کی کیفیت میں جا رہی ہے۔

پرویز مشرف کی حیثیت امریکی مہرے سے زیادہ نہ تھی۔ اس نے ستمبر ۲۰۰۱ میں پاکستان کو انتہائی سستی قیمت پر امریکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا، امریکہ جو اس وقت انتقام کی آگ میں جل رہا تھا، اس نے افغانستان پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے میں مشرف نے امریکہ کی مدد کی۔ مشرف جب تک امریکہ کے احکامات پر آمنا صدقنا کہتا رہا اور امریکی خواہشات پوری کرتا رہا، اس وقت تک واشنگٹن نے بھی اسے چھوٹ دیے رکھی۔ لیکن جب مشرف کی شخصیت داغدار ہوتی چلی گئی، خاص طور پر وکلاء تحریک کے نتیجے میں، تو وہ واشنگٹن کو یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا کہ وہ پاکستان میں ایسی نئی قیادت سامنے لائے جو زیادہ بہتر طریقے سے امریکی مفادات کا تحفظ کر سکے۔ پاکستان کے عوام کی خام خیالی یہ تھی کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ۱۸ فروری کے انتخابات میں ووٹ دے کر وہ کسی نوع کی تبدیلی لا رہے ہیں۔ لیکن انہیں یہ حقیقت کب معلوم تھی کہ وہ جسے ووٹ دینے جا رہے ہیں، وہ ایک سراب ہے، آزادی ابھی پاکستان کا مقدر نہیں ہوئی۔ اٹھارہ فروری کے انتخابات کے نتیجے میں پاکستان کو پہلے سے زیادہ مضبوط زنجیروں سے باندھ دیا گیا ہے، جی ہاں، ہم اسی امریکی جنگی گاڑی کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں، جس کے ساتھ مشرف نے ہمارا سستا سودا کر کے ہمیں ۲۰۰۱ میں رسوا کر دیا تھا اور یہ سب کچھ انہوں نے صرف اقتدار پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے اور اپنی بقاء کے لیے کیا تھا۔ اس جنگ کے ہاتھوں ہمارا خاتمہ یقینی ہے کیونکہ ہم اس کا چارہ بنتے جا رہے ہیں۔ ہاں اگر افغانستان میں طالبان ختم ہو جاتے ہیں تو پھر شاید ہماری کچھ بچت ممکن ہو سکے۔ لیکن ان کی مزاحمت میں ہر گزرتے دن کے ساتھ تیزی آ رہی ہے۔ اور افغانوں کے لیے تو امریکہ کے خلاف جنگ بھی ویسا ہی جہاد ہے جیسا کہ انہوں نے ۱۹۸۰ء کی دہائی میں سوویت یونین کے خلاف کیا تھا۔ اب اصل معاملہ یہ کہ افغانستان میں امریکہ مزاحمت کا سامنا کرنے پر پاکستان، اس کی فوج اور اس کی فضائیہ پر دباؤ ڈالتا چلا جائے گا تاکہ وہ امریکہ کا جنگی بوجھ کم کر سکے۔ امریکہ کی اقتصادی مارکیٹ زبوں حالی کا شکار ہے۔ جبکہ روس نے یلسن کے زوال پذیر اقتصادی دور سے خود کو نکال کر ایک بار پھر اپنے آپ کو عالمی طاقت کے طور پر منوانا شروع کر دیا ہے۔ چین بھی اقتصادی قلانچیں بھرتا ہوا آگے سے آگے کی جانب گامزن ہے۔ لیکن ایک ہم ہیں کہ اپنے کہن سالہ نظام سے چمٹے ہیں اور "ارزل ترین طبقات کے طفیل" نفسیاتی طور پر اس قدر ٹوٹ پھوٹ اور پراگندگی کا شکار ہو چکے ہیں کہ ہمیں اپنے پہلو سے ابھرتا ہوا نیا عالمی نظام نظر ہی نہیں آ رہا ہے۔

صلیبی جنگ اور آئمۃ الکفر

۱۰ستمبر

جنگ کا رخ پاکستان کی طرف موڑنا ہوگا: افغانستان

افغانستان نے کہا ہے کہ مجاہدین کے خلاف پاکستانی سرزمین پر حملے ضروری ہیں۔ افغان وزیر خارجہ رنگین دادفر اسپانتا نے برلن میں جرمن ہم منصب کے ساتھ بات چیت کے بعد صحافیوں سے کہا کہ جنگجوؤں کے خلاف جنگ کا رُخ پاکستان کی جانب موڑنا ہوگا۔ اُس نے الزام لگایا کہ جہاد کی جڑیں پاکستان میں ہیں۔ اس موقع پر جرمن وزیر نے افغانستان کے لیے امداد میں اضافہ کا بھی اعلان کیا۔ افغانستان میں جرمنی کے ۳ہزار ۳۰۰ فوجی تعینات ہیں

جہاد کے خلاف جنگ میں پاکستانی اقدامات ناکافی ہیں: نائن الیون کمیشن

نائن الیون کمیشن نے کہا ہے کہ پاکستان نے جہاد کے خلاف جاری جنگ میں ناکافی گی اقدامات کیئے ہیں۔ پاکستان ہماری توقعات کے مطابق ایسے عناصر کو پکڑنے میں ناکام رہا ہے جو افغانستان میں (نام نہاد) جمہوری حکومت کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ اس لیے ہمیں افغان حکومت کے لیے حمایت میں اضافہ کرنا ہوگا۔

کمیشن نے کہا کہ عراق جنگ کی وجہ سے امریکا پوری طرح القاعدہ کے پیچھا نہیں کر سکا اور نہ ہی طالبان کو ختم کر سکا، جواب مزید زور پکڑ رہے ہیں۔ نائن الیون کمیشن کا چیئر مین لی اپچ ہیملٹن نے کہا کہ ہم گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ کے مقابلے میں اتنے محفوظ نہیں جتنا ہونا چاہیے۔

افغانستان، عراق کی طرح پاکستان بھی اہم میدان جنگ ہے: بش

امریکی صدر بش نے کہا ہے کہ افغانستان، عراق کی طرح پاکستان بھی جہاد کے خلاف اہم میدان جنگ ہے۔ اس نے الزام لگایا کہ افغانستان میں جہاد پاکستان میں شرپسندوں کی پناہ گاہوں سے ہو رہا ہے۔ امریکی صدر نے کہا کہ طالبان کے خلاف پاکستان کو بھرپور مالی مدد فراہم کریں گے جبکہ افغانستان میں مزید ساڑھے ۴ ہزار فوجی بھیجے جائیں گے۔ بش نے اعلان کیا کہ عراق سے ۸ ہزار امریکی فوجیوں کا انخلا آئندہ سال فروری میں ہوگا۔ اس نے مزید کہا کہ اگر حالات بہتر ہے تو عراق سے مزید فوجیوں کا انخلا عمل میں آ سکتا ہے۔ امریکی صدر نے کہا کہ افغانستان میں مجاہدین کا کارروائیاں بڑھ رہی ہیں، موجودہ صورتحال کے باعث مزید ۴۵۰۰ امریکی فوجی تعینات کیے جائیں گے اور افغانستان میں ائیر فورس کے اہل کاروں کی تعداد بھی بڑھائی جائے گی۔

۱۱ستمبر

نئی حکمت عملی کے تحت افغانستان میں جنگ جیتنے کے لیے پاکستان کے اندر بھی کارروائی کریں گے: امریکی کمانڈر

امریکی جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیکل مولن نے افغانستان میں جاری دہشت گردی کے خلاف جنگ سے متعلق دوٹوک لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگرچہ اس جنگ میں کامیابی ممکن ہے۔ لیکن موجودہ حکمت عملی ہمیں اس طرف نہیں لے جا رہی، نئی حکمت عملی کے تحت افغانستان میں جنگ جیتنے کے لیے پاکستان کے اندر بھی کارروائیاں بھی کی جائیں گی۔

اُس نے کہا کہ وقت ہمارے ہاتھوں سے نکلتا جا رہا ہے (نا صرف 'وقت' بلکہ تمہاری 'باقیات' کی بازگشت سنی جا رہی ہے) صدر بش کی جانب سے مزید ۴۵۰۰ فوجیوں کو افغانستان بھیجنے کا اعلان اچھی شروعات (شروعات تو اچھی ہیں لیکن اختتام... ویت نام) تاہم فوجیوں کی تعداد کم ہے۔ اُس نے مزید کہا کہ رواں سال پاکستانی فوجی حکام کے ساتھ ہونی والی تفصیلی ملاقاتوں میں ہم نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قبائلی علاقوں میں مجاہدین کے خلاف مزید اقدامات کیئے جائیں اور امریکی افواج کو بھی وہاں جانے کی اجازت دی جائے تا کہ وہ پاکستانی فورسز کی زیادہ بہتر طریقے سے مدد کر سکے۔

اُس نے مزید کہا جب تک ہم پاکستانی فورسز کے ساتھ مل کر دہشت گردوں کے محفوظ ٹھکانوں کو ختم نہ کر دیں گے اس وقت تک وہ سرحد پار کر کے افغانستان آتے رہیں گے۔

پاکستان کے ساتھ مشترکہ کوششوں نے ایک اور حملے سے بچالیا: امریکا

امریکا نے ۱۱ ستمبر کے مبارک واقعات کے ۷ سال بعد وائٹ ہاؤس کے ترجمان میں ڈان پرینو نے بدھ کو ایک بیان میں اس بات اعتراف کیا ہے کہ پاکستان کے ساتھ مشترکہ کوششوں کی بدولت امریکی سرزمین کو ایک اور حملے سے بچالیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق پریس سیکرٹری ڈان پرینو نے پاکستان کی نئی حکومت کی انسداد دہشت گردی کی کوششوں میں امریکا کے مکمل تعاون کے عزم کا اعادہ اور صدر آصف زرداری کے دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنے کے مضبوط عزم کا اظہار کا اعتراف کیا۔

دہشت گردی سے بچنے کے لیے معاشروں میں استحکام لانا ضروری ہے۔ رچرڈ باؤچر

جنوبی ایشیا کے لیے امریکی معاون وزیر خارجہ رچرڈ باؤچر نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی سترہ جولائی کے بعد امریکی تحویل میں آئی ہے (شرم تم کو مگر نہیں آتی ---!) اس سے قبل وہ کہاں تھیں اس بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ انھیں ہمارے علاقے سے گرفتار کیا گیا جہاں وہ دہشت گردی کی منصوبہ بندی کر رہی تھیں۔ اُس نے کہا کہ معاشروں کو دہشت گردی (جہاد فی سبیل اللہ) سے محفوظ بنانے کے لیے ان میں استحکام لانے کی ضرورت ہے۔ پاکستان اور افغانستان یا کسی اور جگہ کے حوالے سے بات کریں تو اس میں ایک اچھی گورنمنٹ اور لوکل گورنمنٹ کا قیام، سڑکوں کی تعمیر، بجلی کی فراہمی، لوگوں کو معاش فراہم کرنا، انہیں حکومت کی جانب سے سروسز کی فراہمی جیسی صحت، تعلیم، نوجوان نسل کو جدید دنیا کے لیے تعلیم یافتہ بنانا، یہ چیزیں ویسے ہی اچھی پریکٹسز کے ذریعے پیدا ہو جاتی ہیں لیکن اب ان پر زیادہ توجہ دہشت گردی (جہاد فی سبیل اللہ) کے خطرے سے معاشروں کو بچانے کے لیے میں استحکام لانے کے لیے ہے۔

آصف زرداری عوامی رائے کے بجائے پاکستان کے مفاد میں فیصلے کریں: امریکا

امریکی صدر بش نے نومنتخب پاکستانی صدر آصف زرداری کو مشورہ دیا ہے کہ وہ عوامی رائے کے بجائے پاکستان کے مفاد سے فیصلے کرے۔ بش نے آصف زرداری پر زور دیا کہ قبائلی علاقوں سے دہشت گردی (جہاد فی سبیل اللہ) کا خاتمہ پاکستان کی نئی حکومت کی ذمہ داری ہے، اس سلسلے میں صدر بش جلد ہی آصف زرداری سے اقوام متحدہ میں ملاقات کرے گا۔ یہ بات وائٹ ہاؤس کے ترجمان ڈان پرینو نے واشنگٹن میں پریس بریفنگ کے دوران نے بتائی۔ اُس نے کہا کہ نومنتخب صدر کو کئی بحرانوں کا سامنا ہے۔ صدر بش کا کہنا ہے کہ دہشت گردوں (مجاہدین) اور انتہا پسندوں (راسخ العقیدہ مسلمان) کو شکست دینا پاکستان کے اپنے مفاد ہے

افغان جنگ کے نتائج سامنے نہ آئے تو تعاون متاثر ہو سکتا ہے: آسٹریلیا

آسٹریلیا کے وزیر دفاع Joel Fitzgibbon نے افغانستان میں جاری دہشت گردی (جہاد) کے خلاف جنگ کو سست روی کا شکار قرار دیتے ہوئے کہا اگر نتائج سامنے

نہ آئے تو تعاون متاثر ہوسکتا ہے۔ اُس کا کہنا تھا کہ اسے موجودہ صورتحال پر تشویش ہے کیونکہ افغانستان میں جاری جنگ کے کوئی نتائج سامنے نہیں آرہے۔ یاد رہے کہ اب تک چھ آسٹریلوی فوج افغان جنگ میں مُردار ہوچکے ہیں۔ وزیر دفاع کا کہنا ہے کہ اگر خاطر خواہ نتائج سامنے نہ آئے تو دوسرے ممالک کی طرح آسٹریلیا کا تعاون بھی کم ہوگا۔

منتخب ہوکر پاکستان پر دباؤ بڑھاؤں گا: اوباما

امریکا کے صدارتی انتخاب میں ڈیموکریٹک امیدوار بارک اوبامانے کہا ہے کہ وہ منتخب ہوکر بش پالیسوں کو جاری ہی نہیں رکھیں گے بلکہ اس میں مزید سختی لائیں گے۔ تا کہ مجاہدین کا خاتمہ کیا جائے۔ اور اسامہ بن لادن کو تلاش کیا جائے، امریکی صدارتی امیدوار نے آئندہ لائحہ عمل کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا وہ یورپ کو جہاد کے خلاف جنگ میں شامل کرے گا۔

بارک اوبامانے مزید کہا کہ جان مکین بھی صدر بش کی اُن پالیسوں کی پیروی کر رہا ہے جس سے عراق اور افغانستان میں بڑے پیمانے پر امریکی افواج کو جانی اور مالی نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔

۱۲ ستمبر

مجاہدین کے خلاف موثر اقدامات کرنے ہوں گے: جنرل جیفری شلوسر

افغانستان میں امریکی فوج کے سربراہ جنرل جیفری شلوسر نے دھمکی دی ہے کہ پاکستان نے جنگجوؤں کے خلاف کارروائی نہ کی تو نئی طرز کی جنگ شروع ہوگی۔ امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق جنرل میجر جیفری نے کہا کہ پاکستان کو مجاہدین کے خلاف موثر اقدامات کرنے ہوں گے۔ مشرقی افغانستان میں سات سے دس ہزار مجاہدین موجود ہیں۔ واضح رہے کہ جنرل جیفری افغانستان میں ۱۹ ہزار امریکی فوجیوں کی قیادت کر رہا ہے۔

اُدھر بروکلین انسٹی ٹیوٹ میں امریکی خارجہ پالیسی کے ماہر بروس ریڈل نے کہا کہ پاکستان پر امریکی حملے خطرناک ہیں، یہ مسئلے کا حل نہیں۔ بلکہ اس سے امریکہ مخالف جذبات میں شدت آئے گی۔ امریکہ کامیابی چاہتا ہے تو پاکستان کو سہولیات دے۔

۱۷ ستمبر

امریکہ نے حملے کسی معاہدے کے تحت کیے ہوں گے: جیک سڑا

برطانیہ کا وزیر قانون جیک سڑا کہتا ہے کہ امریکہ کو پاکستان کی خود مختاری کا احترام کرنا چاہیے۔ جہاد کے خلاف جنگ میں پاکستان کی قربانیاں لازوال اور ناقابل فراموش ہے (جبکہ اللہ کے ہاں عبرت ناک سزا) قبائلی علاقوں میں القاعدہ کے خلاف طاقت کا استعمال ہی واحد آپشن ہے۔ اُس نے کہا کہ جس قدر پاکستان خوش حال اور محفوظ ہوگا برطانیہ بھی اسی قدر خوش حال اور محفوظ ہوگا۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں پاکستان اور برطانیہ کے تعلقات پر ایک لیکچر میں اُس نے کہا کہ اگر امریکا نے پاکستان کے اندر اگر حملے کیے تو وہ ضرور کسی معاہدے کے نتیجے میں کیے ہوں گے۔ اس نے اعتراف کیا پاکستان ایک فرنٹ سٹیٹ کے طور پر جہاد کے تدارک کے لیے کام کر رہا ہے

مجاہدین کی پناہ گاہوں کو ختم کرنے میں تعاون جاری رہے گا: گیٹس

امریکی وزیر دفاع ابرٹ گیٹس الزام عائد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ افغانستان میں بڑھتے ہوئے تشدد کے واقعات میں پاکستان میں موجود طالبان اور دوسرے مجاہدین گروپ ملوث ہیں۔ تاہم مجاہدین کی پناہ گاہیں ختم کرنے میں تعاون جاری رہے گا۔ اس نے افغانستان میں امریکا کے حالیہ فضائی حملے میں عام شہریوں کی ہلاکت پر ذاتی افسوس اور دکھ کا اظہار کیا۔

۱۸ ستمبر

افغانستان میں مزید ۱۴ اتحادی فوجی مردار۔ مزید ۱۰ ہزار فوجی چاہئیں: رابرٹ گیٹس

مشرقی افغانستان میں بم دھماکے میں کم از کم ۱۴ اتحادی فوجی مُردار جبکہ ۱۷ زخمی ہوگئے۔ اتحادی فوج کی تازہ ہلاکتیں ایسے وقت میں جب (نام نہاد) امن وامان کی ابتر صورتحال پر امریکا کا وزیر دفاع رابرٹ گیٹس افغان صدر حامد کرزئی کے ساتھ مذاکرت کر رہا ہے۔ اس سال افغانستان میں مجاہدین کے مختلف حملوں میں ۲۱۰ اتحادی فوجی مردار ہوچکے ہیں۔ دوسری طرف امریکی فوج کا اعلیٰ ترین کمانڈر ڈیوڈ میکرینن نے کہا ہے کہ افغانستان میں مجاہدین کو کچلنے کے لیے مزید ۱۰ ہزار فوجیوں کی ضرورت ہے۔

۱۹ ستمبر

پاکستان کے قبائلی علاقوں میں کارروائی مشن ٹو مشن بنیاد پر ہوگی: امریکی حکام

بش انتظامیہ کی جانب سے پاکستان کے قبائلی علاقوں میں زمینی افواج کے استعمال سے متعلق اپنی پالیسی کو درپیش خطرات کے پیش نظر کمانڈوز کارروائیاں محدود کرنے کا امکاں ہے۔

رپورٹ کے مطابق صدر بش کی طرف سے ۳ ستمبر کو اسلام آباد کی منظوری کے بغیر جنوبی وزیرستان ایجنسی میں امریکی کمانڈ کی منظوری سے متعلق احکام اور ذرائع نے بتایا کہ یہ کارروائی پاک افغان سرحد پر واقع مجاہدین کے محفوظ ٹھکانوں کے خلاف امریکہ کی جانب سے بڑے پیمانے پر حملوں کا حصہ ہے۔ بش انتظامیہ کے ایک اہلکار نے نام ظاہر نہ ہونے کی شرط پر بتایا کہ یہ انتہائی حساس معاملہ ہے کہ کارروائیوں کے حوالے سے فوجی یا ان کے کمانڈر فیصلہ نہیں لے سکتے۔

فوج کا اعتماد حاصل کرنا زرداری کے لیے چیلنج ہے: برطانوی تھنک ٹینک

برطانوی تھنک ٹینک کا کہنا کہ پاکستان کے صدر کو فوج کا اعتماد حاصل کرنا ہوگا، ورنہ اس حوالے سے اُسے مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔ تھنک ٹینک نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا ہے نو منتخب پاکستانی صدر کو افغانستان کے ساتھ قبائلی علاقوں میں مجاہدین سے لڑائی اپنی ترجیح بنانا چاہیے۔

تھنک ٹینک کے سربراہ نے مزید کہا کہ جہاد کے خلاف مہم میں چلتے ہوئے انہیں قبائلی علاقوں میں بڑھتے ہوئے امریکی حملوں اور ان کے خلاف فوج کم ہوتی برداشت کے توازن پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس حوالے سے عوام کی مخالفت کو کم کرنے کے لیے بڑی اپوزیشن جماعتوں سے تعلقات قائم کرنا پڑیں گے۔

قبائلی علاقوں کی صورتحال پوری دینا کی سلامتی کے لیے بڑی اہم ہے: امریکا

امریکا نے پاکستان پر واضح کر دیا ہے کہ قبائلی علاقوں میں سیکورٹی کی صورتحال نہ صرف پاکستان بلکہ امریکا کی اپنی سلامتی کے لیے بھی اہم ہے اور پاکستان کو اس سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ واشنگٹن میں میڈیا بریفنگ کے دوران محکمہ خارجہ کے ترجمان شون مک کارمک نے کہا ہے کہ امریکہ پاکستان کی سیاسی اور فوجی قیادت کے ساتھ رابطے میں ہے۔

جہاد کا خاتمہ خود پاکستان کے اپنے مفاد میں ہے۔ اور اس کے لیے پاکستان کو خود کام کرنا ہوگا۔ ترجمان نے کہا کہ قبائلی علاقوں میں کارروائیوں کے حوالے سے پاکستانی حکام کے ساتھ بات چیت کے حوالے امریکہ کو خوشی ہے اور ہمیں اس بات کی خوشی ہوگی کہ دوطرفہ تعاون مزید فروغ دیا جائے اور اس تعاون کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

☆......☆......☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

یکم ستمبر

قندوز: جرمن کانوائے پر شہیدی حملے میں دشمن کے دو ٹینک مکمل تباہ ہوگئے۔ گیارہ جرمن فوجی جہنم واصل

لوگر: ضلع ترخ میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ ضلع کی تمام چوکیوں پر قبضہ کرلیا، 60 کٹھ پتلی فوجی مارے گئے، تین مجاہدین شہید ہوئے۔

وردگ: آٹھ افغان فوجی گاڑیاں تباہ، ان میں موجود فوجی جہنم واصل، 4 فوجی گاڑیاں غنیمت۔ ضلع سعید آباد میں پولیس چیک پوسٹ تباہ، 5 سپاہی جہنم واصل، تین زخمی

غزنی: افغان پولیس کی چیک پوسٹ تباہ، تین اہل کار جہنم واصل (ضلع گاریغ) ضلع امام صاحب میں پولیس چیک پوسٹ تباہ، 5 پولیس اہل کار جہنم واصل

ہلمند: 31 اگست کو افغان فوج کی چیک پوسٹ پر حملہ، چیک پوسٹ تباہ، 7 فوجی جہنم واصل

2 ستمبر

ہلمند: ضلع گرشک میں تین برطانوی فوجی جہنم واصل، 2 زخمی

خوست: 2 گاڑیاں تباہ، 7 فوجی جہنم واصل

ننگرہار: اچین کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر حملہ، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کو نقصان پہنچا۔ پولیس ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا قبضہ، 5 افغان فوجی جہنم واصل

کابل: افغان فوجی گاڑی تباہ، اس میں موجود تمام فوجی جہنم واصل

3 ستمبر

بدغیس: امریکی ٹینک تباہ، 7 امریکی فوجی جہنم واصل

لوگر: ایک امریکی ٹینک تباہ، اس میں موجود فوجی ہلاک، افغان فوج کی 2 پک اپ تباہ، 13 افغان فوجی ہلاک

قندھار: ضلع زہری میں کینیڈین گشتی فوجی دستے پر حملہ، 12 فوجی جہنم واصل، 5 زخمی۔ ضلع میوند میں کینیڈین ٹینک تباہ، 4 فوجی ہلاک

ہلمند: ضلع ندالی میں مجاہدین کے علاقے پر نیٹو نے حملہ کیا جو پسپا کر دیا گیا۔ لڑائی میں دشمن کے تین ٹینک تباہ ہوئے، 12 فوجی جہنم واصل ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ افغان پولیس چیک پوائنٹ تباہ، 5 اہل کار ہلاک، 2 گاڑیاں تباہ

ارزگان: آسٹریلین کانوائے پر حملہ، تین ٹینک تباہ، گیارہ آسٹریلوی فوجی جہنم واصل

4 ستمبر

ہلمند: ایک امریکی ٹینک، ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، 4 امریکی فوجی جہنم واصل

وردگ: امریکی کونوائے پر حملہ، 2 ٹینک تباہ، ان میں موجود فوجی ہلاک

پکتیکا: دو امریکی ٹینک تباہ، متعدد فوجی ہلاک

خوست: ایک امریکی ٹینک تباہ، 5 امریکی فوجی جہنم واصل

قندھار: 6 کینیڈین ٹینک تباہ، 21 کینیڈین فوجی جہنم واصل، متعدد زخمی

فراح: 23 نیٹو اور افغان فوجی ہلاک

غزنی: افغان پولیس کی گاڑی تباہ، 5 اہل کار ہلاک

ارزو گاؤں میں امریکہ کے سپلائی کانوائے پر حملہ، تین تیل سے بھرے ٹرک تباہ، ایک پر مجاہدین کا قبضہ، اسی شہر میں تین غزنی PRT اہلکار گرفتار

5 ستمبر

پکتیکا: ایک امریکی ٹینک اور ایک افغان فوجی گاڑی تباہ

قندھار: تین امریکی سپلائی گاڑیاں تباہ، ایک افغان پولیس کی گاڑی تباہ، سات پولیس گارڈ ہلاک

6 ستمبر

ہلمند: افغان پولیس کی ایک گاڑی تباہ، 9 پولیس اہل کار جہنم واصل

7 ستمبر

قندھار: افغان پولیس کے ہیڈ کوارٹر پر فدائی حملہ، رینجرز کی 6 گاڑیاں تباہ، 27 پولیس اہل کار جہنم واصل، 43 زخمی

ہرات: اٹالین کانوائے پر فدائی حملہ، 2 ٹینک تباہ، 6 اٹالین فوجی جہنم واصل، متعدد زخمی

ارزگان: آسٹریلوی ٹینک تباہ، 5 فوجی جہنم واصل

وردگ: مجاہدین نے گوریلا حملے میں میدان شہر سے صوبہ وردگ کے اٹارنی کو گرفتار کرلیا

لوگر: ایک امریکی ٹینک تباہ، ٹینک میں موجود تمام فوجی جہنم واصل

زابل: فدائی حملہ، 10 افغان انٹیلی جنس افسر جہنم واصل، متعدد زخمی

8 ستمبر

بدغیس: فرنٹیئر فورد کے ایک کمانڈر اور 50 سپاہیوں نے مجاہدین کے آگے سرنڈر کر دیا۔ کھورچ ضلع میں افغان فوجی گاڑی تباہ، 6 کٹھ پتلی فوجی جہنم واصل

قندھار: 9 کینیڈین فوجی جہنم واصل، متعدد زخمی

زابل: 4 افغان فوجی گاڑیاں تباہ، 16 افغان فوجی جہنم واصل

پکتیکا: ضلع مٹہ خان میں امریکہ کے سپلائی ٹرکوں کے کانوائے پر حملہ، 21 ٹرک تباہ، ایک پر قبضہ۔ ضلع روزمت میں امریکن سپلائی ٹرکوں پر حملہ، 4 ٹرک تباہ

غزنی: دو امریکی سپلائی گاڑیاں، 2 افغان پولیس گاڑیاں تباہ، 5 افغان پولیس اہل کار جہنم واصل

کنڑ: ایک امریکی ٹینک تباہ، 8 امریکی فوجی ہلاک

9 ستمبر

خوست: امریکی بیس کیمپ میں فدائی حملہ، 2 ٹینک تباہ، 15 امریکی فوجی جہنم واصل، متعدد زخمی

کپیسا: ایک امریکی ٹینک تباہ، 5 امریکی فوجی جہنم واصل

پکتیکا: 2 امریکی ٹینک تباہ، 12 امریکی فوجی جہنم واصل، ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، فوجی ہلاک ضلع زورمت میں سپلائی کانوائے پر حملہ، 2 امریکی ٹینک تباہ، 32 سپلائی ٹرک تباہ، 22 امریکی فوجی جہنم واصل

غزنی: 2 افغان فوجی گاڑیاں تباہ، 6 افغان فوجی جہنم واصل، متعدد زخمی

ہلمند: افغان پولیس کی ایک گاڑی تباہ، 8 اہل کار جہنم واصل

وردگ: کمانڈر احسان اللہ بہارستانی سمیت 24 افغان فوجی جہنم واصل، 5 فوجی گاڑیوں پر قبضہ سعید آباد ضلع میں 6 افغان فوجی گاڑیاں تباہ، متعدد فوجی جہنم واصل، 2 گاڑیوں پر مجاہدین کا قبضہ

10 ستمبر

قندھار: 6 کینیڈین فوجی جہنم واصل، 5 زخمی۔ افغان فوج کی 3 پک اپ تباہ۔ 20 فوجی جہنم واصل

ضلع زہری میں 7 افغان پولیس اہل کار ہلاک، فدائی حملہ میں 2 امریکی گاڑیاں تباہ، 8 فوجی جہنم واصل، ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، 5 فوجی جہنم واصل

وردگ: 3 افغان فوجی گاڑیاں تباہ، 8 افغان فوجی جہنم واصل، 5 زخمی، 3 گاڑیوں پر قبضہ۔ نیٹو کے دو ٹینک اور ایک گاڑی تباہ، متعدد فوجی جہنم واصل

اٹارنی کی گاڑی تباہ، اٹارنی اپنے دو محافظوں سمیت جہنم واصل

ہلمند: 2 افغان فوجی گاڑیاں تباہ، 6 فوجی جہنم واصل، متعدد زخمی۔

افغان پولیس کی بیس تباہ، 12 افغان پولیس کے اہل کار جہنم واصل

غزنی: افغان پولیس کی گاڑی تباہ، 5 جہنم واصل

لوگر: افغان پولیس کی گاڑی تباہ، 2 اہلکار جہنم واصل، تین زخمی۔ افغان پولیس کی ایک چیک پوسٹ پر قبضہ، ایک گاڑی تباہ، 4 اہلکار جہنم واصل

پروان: تین پولیس اہل کار ہلاک، 2 زخمی

11 ستمبر

نیمروز: افغان پولیس پر فدائی حملہ، 2 رینجرز گاڑیاں تباہ، 7 اہلکار ہلاک، متعدد زخمی

پکتیکا: 2 امریکی ٹینک، 2 افغان پولیس کی گاڑیاں تباہ، ان میں موجود تمام فوجی ہلاک
پولیس ہیڈکوارٹر پر حملہ، پولیس والے بھاگ گئے۔ تین گاڑیوں اور ہتھیاروں پر قبضہ

ننگرہار: پولیس ہیڈکوارٹر پر حملہ، 2 اہلکار جہنم واصل، 2 زخمی

پکتیکا: ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، اس میں موجود فوجی جہنم واصل

12 ستمبر

لغمان: مجاہدین نے ایک امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا، اس میں موجود فوجی ہلاک

فراح: 2 افغان پولیس کی گاڑیاں تباہ، 2 اسلحہ بردار گاڑیوں پر قبضہ، 15 افغان فوجی جہنم واصل

قندھار: ایک کینیڈین ٹینک تباہ، 5 کینیڈین فوجی ہلاک

ننگرہار: ایک افغان فوجی گاڑی تباہ

14 ستمبر

قندھار: فدائی حملے میں 2 امریکی گاڑیاں تباہ، 8 امریکی فوجی جہنم واصل
11 افغان فوجی جہنم واصل

لغمان: مجاہدین نے امریکی بیس پر حملہ کیا، لڑائی دو گھنٹے جاری رہی لیکن دشمن کی اموات کی اطلاع نہیں مل سکی۔ بعد میں امریکیوں نے شہریوں پر بمباری کی جس میں 6 معصوم شہری شہید ہوگئے۔

پکتیکا: ایک امریکی ٹینک تباہ، اس میں موجود فوجی جہنم واصل، افغان پولیس کی ایک گاڑی تباہ

غزنی: افغان فوجی گاڑی تباہ، 6 افغان فوجی جہنم واصل

قندوز: افغان پولیس چوکی پر قبضہ، 6 اہلکار ہلاک

15 ستمبر

خوست: 3 امریکی ٹینک تباہ، 11 امریکی فوجی جہنم واصل، 5 فوجی افسر جہنم واصل، متعدد زخمی
گوریلا حملہ میں ایک افغان انٹیلی جنس افسر ہلاک

ہرات: ضلع شیندند کے ڈسٹرکٹ چیف کی گاڑی پر حملہ، ڈسٹرکٹ چیف کا بیٹا اور 5 افغان فوجی ہلاک۔ ایک غیر ملکی فوجی گاڑی تباہ، 4 فوجی جہنم واصل

بغلان: پولیس ہیڈکوارٹر پر حملہ، 4 گاڑیاں تباہ، 16 اہلکار بشمول ڈسٹرکٹ چیف ہلاک

کنڑ: افغان انٹیلی جنس افسر جہنم واصل

16 ستمبر

کپیسا: 6 فرانسیسی فوجی جہنم واصل

ارزگان: ایک آسٹریلین ٹینک تباہ، 4 فوجی جہنم واصل

وردگ: 2 افغان پولیس کی گاڑیاں تباہ

ننگرہار: دو پولیس چیک پوسٹوں پر قبضہ، 5 اہلکار جہنم واصل

قندھار: گوریلا حملے میں انٹیلی جنس افسر جہنم واصل

خوست: امریکن ٹینک تباہ، 5 فوجی جہنم واصل

کنڑ: ایک افغان پولیس کی گاڑی تباہ، 10 اہلکار جہنم واصل

لغمان: ایک افغان پولیس چیک پوسٹ تباہ، 5 اہلکار جہنم واصل

17 ستمبر

کابل: فرانسیسی فوج نے مجاہد کے گھر پر حملہ کیا۔ لڑائی صبح تک جاری رہی۔ 29 فرانسیسی ہلاک، مجاہد کمانڈر محفوظ رہے۔ بعد میں فوج نے سورخالا اور دغ خالا پر بمباری کی۔ عورتیں اور بچے شہید ہوئے۔

قندوز: 2 پولیس چیک پوسٹوں پر قبضہ، 5 اہل کار ہلاک

فراح: 2 امریکی ٹینک تباہ، 7 فوجی جہنم واصل

قندھار: ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، 7 افغان فوجی جہنم واصل

20 ستمبر

قندھار: 2 کینیڈین ٹینک تباہ، 7 فوجی ہلاک

ارزگان: ایک آسٹریلوی ٹینک تباہ، 3 فوجی جہنم واصل

پکتیکا: 6 خوراک پہنچانے والی امریکی گاڑیاں تباہ، ایک امریکی ٹینک تباہ، ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، متعدد فوجی ہلاک۔

خوست: افغان فوجی گاڑی تباہ، 6 فوجی جہنم واصل، تانی ضلع کے ڈسٹرکٹ چیف کی گاڑی پر حملہ، ڈسٹرکٹ چیف کا بیٹا اور تین محافظ ہلاک

21 ستمبر

وردگ: ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اور ڈسٹرکٹ پوسٹ پر قبضہ، 11 اہلکار جہنم واصل، باقی فرار

22 ستمبر

وردگ: فدائی حملہ میں 3 امریکی ٹینک تباہ، متعدد فوجی جہنم واصل

نیمروز: پولیس چیک پوائنٹس پر حملہ، 21 اہلکار جہنم واصل

ارزگان: ایک افغان پولیس ٹرک تباہ، 9 اہلکار جہنم واصل

غور: ایک افغانی فوجی گاڑی تباہ، ایک فوجی جہنم واصل، ایک گرفتار، 11 افغان ٹرک تباہ

ننگرہار: ایک افغان انٹیلی جنس افسر جہنم واصل

غزنی: پولینڈ کے دو ٹینک تباہ، 8 فوجی جہنم واصل

فریاب: 2 پولیس اہلکار ہلاک

خوست: خوست ایئرپورٹ پر BM's 10 اور مارٹروں سے حملہ، اموات کی اطلاع نہیں ملی

23 ستمبر

قندوز: فدائی حملہ میں 2 جرمن ٹینک تباہ، متعدد فوجی جہنم واصل

پکتیکا: ایک امریکی ٹینک تباہ، 5 فوجی جہنم واصل

کنڑ: امریکی بیس پر مجاہدین کا حملہ، 2 امریکی فوجی جہنم واصل
ایک امریکی ٹینک تباہ، 7 امریکی جہنم واصل

کابل: ایک امریکی سپلائی گاڑی، 2 افغان فوجی گاڑیاں تباہ، 7 افغان فوجی جہنم واصل
افغان پولیس کی ایک گاڑی تباہ، 3 پولیس اہل کار جہنم واصل

ارزگان: ایک آسٹریلوی ٹینک تباہ، 4 فوجی جہنم واصل

پروان: 4 افغان پولیس اہلکار جہنم واصل

24 ستمبر

فراح: 14افغان فوجی گاڑیاں تباہ، 12افغان فوجی جہنم واصل

چیک پوسٹ پر مجاہدین کا قبضہ، 5اہلکار جہنم واصل

لوگر: امریکی ٹینک تباہ، 4امریکی فوجی جہنم واصل، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر حملہ، 4افغان پولیس اہلکار ہلاک۔

کابل: افغان جرائم برانچ چیف علی شاہ پکتیوال کی گاڑی تباہ، پکتیوال زخمی، 4افغان فوجی جہنم واصل

ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، 5فوجی جہنم واصل

قندھار: افغان گاڑی تباہ، 4فوجی جہنم واصل

پروان: ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، 4فوجی جہنم واصل

لوگر: امریکی بیس پر مجاہدین کا 7BM's سے حملہ

25 ستمبر

فراح: فراح ایئرپورٹ پر 6BM's مارٹروں سے حملہ

غزنی: 4افغان پولیس اہل کار گرفتار

26 ستمبر

خوست: فدائی حملہ میں 20افغان انٹیلی جنس افسر جہنم واصل، جنرل عزیز اللہ سمیت متعدد زخمی

لوگر: ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر حملہ 2 گاڑیاں تباہ، 3موٹر بائیک تباہ، ایک امریکی ٹینک تباہ، 14امریکی فوجی جہنم واصل

افغان پولیس چیک پوائنٹس پر قبضہ، 2اہل کار جہنم واصل

قندوز: افغان پولیس چیف کی گاڑی تباہ، اہل کار جہنم واصل

قندھار: امریکی ہیلی کاپٹر تباہ، 25امریکی فوجی جہنم واصل

وردگ: میدان شاہار شہر پر مجاہدین کا حملہ، گورنر ہاؤس، پولیس ہیڈکوارٹر اور PRT آفس کو نقصان پہنچا

27 ستمبر

کابل: ایک امریکی آئیل ٹینکر تباہ

28 ستمبر

قندھار: ضلع میوند میں ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، 6افغان فوجی جہنم واصل

علاقہ لوائلہ میں ایک افغان فوجی گاڑی تباہ، 6افغان فوجی جہنم واصل

زابل کے ڈپٹی گورنر محمد ہشام خان پر حملہ، 3فوجی جہنم واصل

کنڑ: 2امریکی ٹینک تباہ، 3امریکی جہنم واصل

کپیسا: 8فرانسیسی فوجی جہنم واصل، 2زخمی

ہلمند: 12امریکی ہتھیار بردار ٹرک تباہ، 2افغان پولیس گاڑیاں تباہ، 14افغان فوجی جہنم واصل، 5 گرفتار، 14سپلائی ٹرکوں پر قبضہ

خوست: مجاہد جو ٹرانسلیٹر کے طور پر کام کر رہا تھا اُس نے فوجیوں پر فائر کھول دیا، لڑائی شروع ہوگئی، 12امریکی فوجی جہنم واصل ہوئے اور مجاہد شہید ہوگیا۔

غزنی: افغان کمانڈر اور 4اہلکاروں نے سرنڈر کیا

خوست: مجاہد جو ٹرانسلیٹر کے طور پر کام کر رہا تھا اُس نے فوجیوں پر فائر کھول دیا، لڑائی شروع ہوگئی، 12امریکی فوجی جہنم واصل ہوئے اور مجاہد شہید ہوگیا۔

29 ستمبر

غزنی: افغان کمانڈر اور 4اہلکاروں نے سرنڈر کیا

خوست: افغان فوجی گاڑی تباہ، 8فوجی جہنم واصل

بقیہ: قربانی کی تیاری

انتخاب بھی نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے لئے بہت کم مانگ رہے ہو اور نواز نے والا آپ کو بے انتہا دینا چاہتا ہو'' محسن نے حمزہ کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک کہا آپ نے۔ مگر مجھے اس جگہ پر چین نہیں آتا۔ دل چاہتا ہیں بھاگ جاؤں سب چھوڑ کر'' حمزہ نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''نہیں، تم جس جگہ پر ہو یہاں بھی تم رب کی مرضی سے ہو۔ اگر وہ نہ چاہے تو ایک لمحہ بھی یہاں نہیں رہ سکتے۔ مجھے عبداللہ بھائی نے تمہارے متعلق کافی تفصیل بتائی ہے۔ تم جس شعبہ میں ہو اس جگہ کو بھی محاذ سمجھو اور ڈٹ جاؤ۔ یہاں سے تم ان لوگوں کی بہت مدد کر سکتے ہو۔ جنگ کے دوران اپنی مرضی سے محاذ چھوڑنا بزدلی اور امیر کی حکم عدولی کے زمرے میں آتا ہے اور ایک مومن اپنے رب کی بارگاہ میں دامن پر یہ دونوں داغ لے کر نہیں جا سکتا''۔

''مگر میں تو محاذ تبدیل کرنا چاہتا ہوں'' حمزہ نے کہا۔

تقدیر سے لڑ کر۔۔۔'' ''کیا مطلب؟''

نیتوں کے حال اللہ بہتر جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تمہاری تڑپ کیا ہے۔ تم کیا چاہتے ہو۔ مگر تمہاری ضرورت کہاں ہے یہ فیصلہ اس نے کرنا ہے۔ اس کے کام میں مداخلت نہ کرو۔ جہاں تعنات کر دیا گیا اپنے فرائض ادا کرتے رہو۔ یہ تقدیر کا فیصلہ ہے۔ اگر تقدیر سے لڑنا شروع کرو گے تو ہار جاؤ گے۔ خود کو اس کے حوالے کر دو۔ اپنے محاذ پر ڈٹے رہو۔ ذرا غور کرو۔۔۔ جب تم سے پوچھا جائے گا تو تمہارے پاس جواب تو ہوگا نا کہ میں تو بے تاب تھا محاذ کی تبدیلی کے لئے مگر تیری رضا ہی نہیں تھی اور میں تیری رضا کے خلاف کیسے جا سکتا تھا۔۔۔ اور جانتے ہو اس کے بدلے اس محاذ پر جہاں تم اس کی مرضی سے ہو، ہونے والی غلطیاں بھی معاف کئے جانے کے امکانات ہیں۔۔۔ مگر ہاں ۔۔ اگر زبردستی کی تو پھر تمہیں حساب دینا ہوگا اس محاذ پر ہونے والے نقصان کا جسے تم نے چھوڑا اور اس محاذ کا بھی جس کا تم نے خود انتخاب کیا۔ تم سے سوال کیا جائے گا کہ یہ محاذ تم نے اپنی مرضی سے چنا تھا اس لئے ایک ایک چیز کا حساب دو۔ معمولی کوتاہی کا بھی۔

''پھر مجھے کیا کرنا چاہئے'' حمزہ نے سوال کیا۔

''سب سے پہلے تو یکسوئی حاصل کرو۔ اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے، قرب حاصل کرنے کے لئے محنت کرو۔ جب نماز پڑھنے جاتے ہو تو کسی بھی نماز سے فراغت کے بعد مسجد میں ہی کچھ دیر سر جھکا کر خاموش بیٹھ جاؤ۔ کچھ مت کہو۔ کچھ مت سنو۔ بس اس کی بارگاہ میں بیٹھ جائے۔ خود کو اس کو حوالے کر دو۔ خاموش سوالی بہت اہمیت رکھتا ہے اور دینے والے کی توجہ بھی جلد مبذول ہو جاتی ہے یہ کون ہے جو کچھ بولتا ہی نہیں۔ دلوں کے حال جاننے والا خود تمہاری طلب سمجھ جائے گا۔ اس کی نظر پڑ گئی تو قبول ہو جاؤ گے۔ تم نے وہ لوگ نہیں دیکھے جو قبول ہو جاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر قبولیت کا نور بکھر جاتا ہے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری اور اس سے مانگنے کا ڈھنگ آ جائے تو ادائیں ہی بدل جاتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے ان لوگوں کو، میں نے دیکھا ہے انھیں اپنے مالک کے دربار میں حاضری دیتے، اس کے سامنے سربسجود ہوتے۔ اگر تم نے اس کا قرب پالیا تو پھر تمہارے پاؤں زمین پر نہیں ٹکیں گے۔ ہاں۔۔۔ ساتھ ساتھ اپنی تیاری جاری رکھو۔''

(جاری ہے)

قربانی کی تیاری

طارق حبیب

جب اس جگہ کے قرب و جوار سے فون آیا جہاں وہ سبق دہرانے گیا تھا تو میں نے جلدی سے فون اٹھالیا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اس سے جھگڑا کروں گا کہ دو ماہ گزر گئے مگر تمہاری کوئی اطلاع ہی نہیں ہے۔ دوسری جانب نامانوس سی آواز سن کر میں چونک گیا۔ اس کے ابتدائی الفاظوں نے ہی میرے ہوش اڑا دیئے۔

اب وہ نہیں رہا۔ آسمان سے برسنے والی آگ نے اسے اچک لیا۔ اس کی اہلیہ آپ کی دنیا میں آنے کے لئے تیار نہیں۔ کوڈ ورڈز میں یہ چند باتیں کرکے اس نامانوس آواز نے فون رکھ دیا۔

آنسو بہانے کی اجازت نہیں تھی مگر قابو نہ رکھ سکا اور حکم عدولی ہونے لگی۔

اس کی تیاری کا اندازہ تو مجھے اسی روز ہو جانا چاہئے تھا جب اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے اپنی اہلیہ کو پہلی ملاقات میں کیا تحائف دئے ہیں۔ ان تحائف کے متعلق جاں کر میں حواس پر قابو نہ رکھ سکا تھا۔ وہ ایسا ہی تھا۔ میں ماضی میں کھو گیا۔

بہت عجیب تھا وہ، میں اسے بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ اسکول کالج اور یونیورسٹی۔ میں نے اس کا ہر روپ دیکھا تھا اور اس کے مزاج کے سب موسموں کو پہچانتا تھا۔ اور پھر جب دنیا "ہمارے ساتھ یا دشمن کے ساتھ؟؟؟" کے تحت دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو میں نے اپنے لئے اس شعبہ کا انتخاب کیا جس میں قلم کے ذریعے اپنی بات دوسروں تک پہنچائی جاسکے۔ میری شدید خواہش تھی کہ وہ بھی اسی شعبہ کا انتخاب کرے اور مجھے یقین تھا کہ وہ میری بات مان جائے گا۔ جب اس حوالے سے میں نے اس سے بات کی تو وہ واقعی تیار ہو گیا۔ وہ اس شعبہ میں آتو گیا مگر مجھے بہت جلد اندازہ ہو گیا کہ وہ مطمئن نہیں ہے۔

پھر جب پڑوس میں آگ لگی تو اس کی سرگرمیاں اچانک بدل گئی اس نے میرے پاس آنا بھی کم کر دیا۔ میں جانتا تھا کہ وہ ایسا ہی کیا کرتا ہے کسی کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ ویسے تو سب اس کو اپنا دوست اور اپنے بہت قریب سمجھتے تھے مگر اس کا حلقہ احباب ہمیشہ مخصوص ہوتا تھا۔ جنھیں وہ اپنے رفقاء میں شمار کرتا تھا ان سے بہت کم ملتا تھا کیونکہ وہ بہت "قیمتی" تھے اور جو اسے دوست سمجھتے تھے وہ دن کا بیشتر حصہ اس کے ساتھ نظر آتے۔

واہ یار۔ اس شعبہ میں تمہیں میں لایا تھا مگر تم نے مجھ سے زیادہ دوستیاں بنالی ہے۔ میں اکثر اس سے کہتا۔

ہاں۔ میں ان سب کا بہت اچھا دوست ہوں۔ وہ مسکرا کر جواب دیتا۔

کیا مطلب؟۔ مجھے تجسس ہوتا،

سیدھی سی بات ہے۔ ان کی ذاتی الجھنیں، گھریلو پریشانیوں سے لے کر اجتماعی مسائل تک جہاں بھی انھیں میری ضرورت ہو مجھے بلالیتے ہیں تو میں پہنچ جاتا ہوں۔ پھر میں ان کا اچھا دوست ہی ہوا ناں۔ وہ عجیب منطق پیش کرتا۔ اور تم انھیں کیا سمجھتے ہو۔

میرے نزدیک ان کی اہمیت صرف اتنی ہے کہ یہ میرے "دوستوں" کے لئے کتنے مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔ میں نے اپنے رفقاء کے کہنے پر ہی ان سے مراسم بڑھائے ہیں۔

بہت خود غرض ہو تم۔۔۔ میں نتیجہ نکالتا۔

''اس میں کوئی شک نہیں''۔ وہ مسکرا کر جواب دیتا۔

کئی بار ایسا ہوا کہ وہ دو دو ماہ کے لئے غائب ہو جاتا تھا۔ میں جب بھی پوچھتا وہ ٹال جاتا۔ اب وہ گزشتہ ایک سال سے مسلسل میرے پاس آرہا تھا اور ہمیشہ حالات پر بحث کرتے ہوئے کڑھتا رہتا تھا۔ اس کی بے چینی ختم نہیں ہو رہی تھی۔ حکومت کی جانب سے جامعہ حفصہؓ اور لال مسجد آپریشن کے بعد سے اس کی حالت انتہائی غیر ہو چکی تھی۔ گزشتہ ایک ہفتہ سے اس کی غیر حاضری میرے لئے حیران کن تھی اور اس دن جب میرے پاس عبداللہ بھائی موجود تھے وہ اچانک ہی آگیا۔

''کہاں غائب ہو گئے تھے تم۔ میں تو پریشان ہو گیا تھا''۔ اس کی غیر متوقع آمد پر میں نے اس سے سوال کیا۔

''میں نے کہاں جانا ہے۔ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مگر مسلسل الجھتا جا رہا ہوں اور اب تو ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ میں باغی ہو جاؤں گا''۔ اس نے انتہائی کرب سے جواب دیا۔

''ابھی تک وہی باتیں کرتے ہو، چھوڑو ان باتوں کو، آؤ میں تمہیں ایک شخص سے ملواتا ہوں''۔ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے میں لے آیا۔

عبداللہ بھائی یہ حمزہ ہے۔ میرا یونیورسٹی فیلو ہے اور حمزہ یہ عبداللہ بھائی ہیں۔ حال ہی میں "پڑوس" سے آئے ہیں۔ طویل عرصہ سے اللہ کی راہ میں اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ چند دنوں کے لئے یہاں آئے ہیں۔

عبداللہ اور حمزہ کو کمرے میں چھوڑ کر میں چائے کا اہتمام کرنے چلا گیا۔ جب واپس آیا تو عبداللہ بھائی اور حمزہ میں کافی بے تکلفی ہو چکی تھی۔

بھائی تمہارا یہ دوست تو بہت ذہین ہے۔ عبداللہ بھائی نے مجھ سے کہا۔

''ایسی ذہانت کا کیا فائدہ جو انسان کی قوت فیصلہ ختم کردے''۔ میں نے عبداللہ بھائی کو جواب دیا۔

''کیوں حمزہ، کوئی پریشانی ہے کیا؟'' عبداللہ بھائی نے براہ راست حمزہ کو مخاطب کیا۔

نہیں، عبداللہ بھائی بس کچھ سوال پریشان کرتے رہتے ہیں۔ حمزہ کا چہرہ ایک بار پھر سیاہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

اس کی حالت دیکھ کر عبداللہ بھائی بھی پریشان ہو گئے اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے

مریض آخری اسٹیج پر ہے۔ اس کا فوری علاج ضروری ہے ورنہ بہت نقصان ہوسکتا ہے اسے کل میرے گھر لے کر آنا۔ کوشش کریں گے کہ اسکی حالت میں کچھ بہتری آجائے۔

انکی بات سن کر میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اس روز تو کچھ دیر کی بات چیت کے بعد محفل ختم ہو گئی تھی مگر اگلے ہی روز حمزہ شام کے وقت میرے

پاس آ گیا اور کہنے لگا کہ عبداللہ بھائی کی طرف چلنا ہے۔ میں جانتا تھا کہ اس نے رات کروٹیں بدل کر گزاری ہوگی۔ مجھے اس کی بے چینی کا اندازہ تھا اسی لئے کوئی بات کئے بغیر میں اس کے ساتھ چل دیا۔ عبداللہ بھائی نے ہمارا استقبال کیا اور حمزہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

بہت اچھے موقع پر آئے ہو۔ رات میں تمہارے متعلق سوچ رہا تھا اور پریشان بھی تھا۔ مگر اب میری پریشانی دور ہوگئی ہے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تمہیں تمہارے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔

عبداللہ بھائی نے حمزہ سے کہا اور اپنے کمرے میں لے گئے جہاں ایک نوجوان موجود تھا جس کے چہرے کا نور اپنے مالک سے اس کے "تعلق" کی مضبوطی اور جسمانی ساخت اس کے اپنے "شعبہ" میں مہارت کا پتہ دے رہی تھی۔

وہ مقامی نہیں لگتا تھا مگر اس کا چہرہ اس کے آبائی علاقہ کا پتا دینے کے لئے کافی تھا۔ کوہ قاف کا حسن اس کے چہرے میں سمٹ آیا تھا۔ اس کی عمر 30 سال کے قریب ہوگی مگر چہرہ سے لگتا تھا کہ اس کا "میدانی تجربہ" صدیوں پر محیط ہے۔ اسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ دنیا کی دوسری سپر پاور کہلوانے والا ملک انھیں کبھی شکست نہیں دے سکتا۔

عبداللہ بھائی نے اس نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ میرے استاد اور بڑے بھائی ہیں۔

آپ نے ان کا نام نہیں بتایا۔ حمزہ نے عبداللہ بھائی سے سوال کیا۔

نام پہچان کے لئے ہوتا ہے، پکارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ہم اس سے اتنا ہی کام لیتے ہیں۔ ہماری دنیا میں نام کی نہیں پہچان کی اہمیت ہوتی ہے اور چونکہ پہچان سب کی ایک ہے اس لئے ہم نے نام پر کبھی غور نہیں کیا۔ ہاں۔۔۔ جہاں کے تم باسی وہاں "نام" ہی کی اہمیت ہے اس لئے تم اس پر زیادہ توجہ دیتے ہو۔۔۔ تو ایسا کرو جو تمہیں اچھا لگے اس نام سے پکار لو۔

اس نوجوان کا لہجہ انتہائی پر اثر تھا۔ مقامی نہ ہونے کے باوجود انتہائی صاف اردو بول رہا تھا۔ حمزہ تھوڑی دیر تک تو کچھ بول ہی نہ سکا اور جب سحر سے نکلا تو بولا۔

''آپ مقامی نہیں ہیں پھر؟''

وہ مسکرایا اور ایسا محسوس ہوا کہ کمرے کی ہر شے مسکرا رہی ہو۔ پریوں نے اپنا ٹھکانہ کیوں اس وادی میں بنایا یہ آج سمجھ میں آیا تھا۔ اچانک اس کی آواز گونجی جس نے اس کے حسن کے سحر کو توڑا۔۔۔

اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے میں آپ کا "پڑوسی" ہوں۔

''پڑوسی'' حمزہ چونکا۔

ہاں۔۔۔ کیوں اگر کوئی آپ کے گھر سے ایک گھر چھوڑ کر رہتا ہو تو آپ اسے پڑوسی تسلیم نہیں کریں گے۔ اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

یہ کس بحث میں الجھ گئے تم حمزہ۔ یہ 9 زبانوں پر عبور رکھتے ہیں اور ان زبانوں میں اس طرح بات کرتے ہیں کہ لوگ انھیں مقامی سمجھنے لگتے ہیں۔ بالآخر عبداللہ بھائی کو مداخلت کرنی پڑی۔

میں آپ کو محسن کہہ کر مخاطب کر سکتا ہوں۔

ہاں۔۔۔ کیوں نہیں۔

میرے حمزہ اور عبداللہ بھائی کے درمیان بے تکلف گفتگو شروع ہوگئی۔ اس دوران وہ نوجوان خاموشی سے ہماری باتیں سنتا رہا۔ ایک بار بھی اس نے مداخلت نہیں کی۔ اسی دوران مغرب کی ازان ہوگئی۔ عبداللہ بھائی کے گھر میں ہی نماز کا اہتمام کیا گیا۔ وضو کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو اس شخص نے افسردہ لہجے میں کہا

اسلامی جمہوریہ میں ہم مسجد جا کر نماز بھی ادا نہیں کر سکتے۔

جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو عبداللہ بھائی نے محسن کے کان میں کچھ کہا۔ انھوں نے اثبات میں سر ہلا دیا اور امامت کے لئے دو قدم آگے ہوگئے۔ جب کمرے میں انکی قرأت گونجی تو مقتدی مسحور ہوگئے۔ سورۃ الرحمٰن کئی بار پڑھی تھی اور ترجمہ کے ساتھ پڑھی تھی۔ نماز کے دوران بھی متعدد بار پڑھی اور سنی تھی۔ مگر وہ ایسے تلاوت کر رہے تھے جیسے اپنے رب سے باتیں کر رہے ہوں۔ جب یہ یقین ہو کہ اپنے رب کے حضور کھڑے ہیں تو عاجزی و انکساری کس درجہ ہوتی ہے یہ اس امام کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا تھا۔ اور جب وہ رندھی ہوئی آواز میں کہتا کہ "تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" تو اطراف کی ہر شے اس بات کی تصدیق کرتی نظر آتی۔ اس وقت اندازہ ہوا کہ ملا کی ازاں اور مجاہد کی ازاں میں تفریق کیوں کی گئی ہے۔ نماز کے بعد جب اس نے دعا کرائی تو اسکی ہر ادا اس معصوم بچے کی طرح نظر آئی جسے پتا ہوتا ہے کہ وہ اپنے والدین کا لاڈلا ہے اور اس کی کوئی بات رد نہیں کی جائے گی۔ قبولیت کا یقین ہو جائے تو دعا مانگنے کی ادا بھی نرالی ہو جاتی ہے۔

نماز کے بعد عبداللہ بھائی چائے لے آئے اور ایک بار پھر عام سی گفتگو شروع ہوگئی جس کا رخ ملکی حالات کی جانب ہو گیا۔ اسی دوران اچانک عبداللہ بھائی نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

بھائی۔۔۔ کل رات میں آپ سے حمزہ کے متعلق ہی بات کر رہا تھا۔

اچھا، اس نوجوان نے جواب دیا اور حمزہ سے مخاطب ہوا۔

حمزہ۔۔۔ آپ کیوں پریشان رہتے ہیں۔

کچھ نہیں محسن بھائی، ''بس عجیب سی حالت ہے۔ جو وقت میں اپنے کام میں لگاتا ہوں تو ٹھیک رہتا ہوں مگر جیسے ہی مجھے تنہائی میسر آتی ہے میری بے چینی عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کوئی میرے جسم کی ایک ایک رگ کو کند آلہ سے کاٹ رہا ہے۔ مجھے کسی چیز میں سکون نہیں ملتا''۔

آپ وہ چیز کیوں تلاش کرتے ہو جو اس دنیا کے لئے نہیں رکھی گئی۔ محسن نے اچانک پوچھا۔

''کیا مطلب؟'' حمزہ چونک گیا۔

''آپ سے کس نے کہہ دیا کہ اس دنیا میں سکون مل سکتا ہے۔ سکون تو صرف دوسری دنیا کے لئے رکھا گیا ہے اور وہ بھی ان لوگوں کے لئے جنھوں نے اس کے حصول کے لئے دنیا میں اپنے روز و شب انگاروں پر گزارے ہونگے۔ جو چیز اس دنیا کے لئے رکھی ہی نہیں گئی پھر سعی لا حاصل کا مطلب۔''

''میری بے چینی انتہا پر پہنچ گئی ہے۔ نیند بھی ختم ہو چکی ہے'' حمزہ نے کہا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ جب وہ پکار رہا ہوتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو نواز دوں اس شے سے جس کا وہ طلب گار ہے تو اس وقت بدنصیب اپنے بستروں میں دبکے ہوئے ہوتے ہیں۔ ارے آپ کو تو قدرت موقع دے رہی ہے۔ آپ کی نیند کا نہ ہونا اس بات ثبوت ہے کہ وہ ذات خود کہہ رہی ہے کہ میرے دربار میں حاضر ہو اور وہ بھی اس وقت جب وہ سن رہا ہوتا ہے، رات کے آخری پہر سے فائدہ اٹھائیں اور وہ حاصل کر لیں جس کی تمنا تو سب کرتے ہیں مگر حصول کی کوشش صرف چند خوش نصیب ہی کرتے ہیں۔

''مگر میں اپنے مقام کا تعین نہیں کر پا رہا'' حمزہ نے کہا۔

''آپ کون ہوتے ہیں مقام کا تعین کرنے والے؟ مقام تو وہ عطا کرتا ہے۔ آپ تو اپنے لئے جگہ کا

بقیہ صفحہ نمبر ۲۱ پر

اِک نظر اِدھر بھی___!

☆افغانستان میں فضائی حملوں سے عام شہریوں کی ہلاکتوں میں ۳ گنا اضافہ: ہیومن رائٹس واچ

انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی عالمی تنظیم ہیومن رائٹس واچ کی رپورٹ کے مطابق افغانستان میں ۲۰۰۶ کے مقابلے میں ۲۰۰۷ء میں فضائی حملوں سے عام شہریوں کی شہادتوں میں ۳ گنا اضافہ ہوا ہے۔ جبکہ ۲۰۰۸ء میں ہونے والی فضائی حملوں سے عام شہریوں کی شہادتیں گزشتہ سالوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہیں۔

یہ حقیقت اب روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ صلیبی افواج آئے روز بمباری کر کے اور سینکڑوں طالبان کی شہادت کے جو دعوے کرتی ہیں اُن کی اصلیت یہی ہے کہ بمباری میں بے گناہ شہریوں کو شہید کر کے انہیں طالبان کا نام دے دیا جاتا ہے۔

☆زرداری کی تقریب حلف برداری میں کرزئی کی بطور مہمان خصوصی شرکت

پاکستان کے نومنتخب صدر آصف علی زرداری کی حلف برداری میں افغان صدر کرزئی کی موجودگی کو سفارتی مبصرین نے محل نظر قرار دیا ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق، یہ تقریب جو کہ پاکستانی عوام کی دلچسپی کے لحاظ سے ایک اہم واقعہ تھی، اسے علاقے کے نسبتاً ایک چھوٹے ملک کے سربراہ کی موجودگی کے باعث شایان شان حیثیت نہ مل سکی۔ مبصرین کے مطابق شاید 'کرزئی' سے ''شدت پسندوں'' کو منفی پیغام دیا گیا ہے۔تقریب کے بعد کرزئی نے زرداری کے ساتھ مشترکہ کانفرنس میں کہا کہ افغانستان میں غیر ملکی افواج کے انخلا کا متحمل نہیں ہو سکتا (کیونکہ ایسا ہوا تو مجھے مجھے کابل کی میئر شپ سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں گے)۔ایوان صدر پہنچنے پر کرزئی پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری سے بہت محبت سے ملا اور اس کا بوسہ لیا۔

یہ بھی خوب رہی کہ جس شخص کی اپنی عملداری چند سو میٹر پر بھی مستحکم محفوظ نہیں ہے۔ اپنا مہمان خصوصی بنایا جا رہا ہے۔

☆عراق میں قائم امریکی جیلوں میں ۱۹ ہزار عراقی قید ہیں۔ امریکا

عراق میں امریکی فوج کے مشیر برائے تعلقات عامہ نے اپنے انٹرویو میں کہا ہے کہ عراق میں موجود امریکی جیلوں میں ۱۹ ہزار عراقی قید ہیں۔ جبکہ ایک ایرانی خبر رساں ادارے نے آزاد ذرائع کے حوالے سے بتایا کہ اِن قیدیوں کی تعداد ۳۰ ہزار ہے، جن میں خواتین اور بچوں کی بھی بہت بڑی تعداد ہے۔

☆امریکی قبائلی علاقوں میں برطانیہ کی غلطیاں دہرا رہا ہے: امریکی دانشور

امریکی تھنک ٹینک سنٹر فار انٹرنیشنل پالیسی واشنگٹن میں ڈائریکٹر ایشیا پروگرام سیلیگ ہیرین کا کہنا تھا کہ امریکہ قبائلی علاقوں میں برطانیہ کی غلطیاں دُہرا رہا ہے۔ اور امریکا کو نہ تو پشتون علاقے کے بارے میں معلومات ہیں اور نہ ہی انہوں نہ برطانیہ کی تاریخ سے سبق سیکھا ہے۔ طالبان کے مبینہ ٹھکانوں پر بمباری کی پالیسی غلط ہے۔

☆امریکا کو بمباری کی محدود اجازت دی گئی تھی: خورشید قصوری

پاکستان کے سابق وزیر خارجہ خورشید قصوری نے ایک انٹرویو میں اعتراف کیا ہے کہ اُن کی حکومت نے امریکی ڈرون طیاروں کو اجازت دی تھی، اور امریکا کو ایسی جگہوں پر فضائی بمباری کی اجازت تھی جہاں مجاہدین موجود ہیں۔

☆قبائلیوں کے خلاف جنگ طاقت سے نہیں جیتی جا سکتی: سابق برطانوی فوجی افسر

۱۹۴۰ء کے عشرے میں وزیرستان میں تعینات رہنے والے برطانوی فوج کے سابق افسر ۸۲ سالہ فرینک لیزن نے کہا ہے کہ قبائلیوں کے خلاف جنگ طاقت سے نہیں جیتی جا سکتی، برطانوی اخبار سنڈے ٹائمز کو دیے گئے انٹرویو میں فرینک نے کہا فقیر اپی کو اُس وقت کا ''اُسامہ بن لادن'' قرار دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے انگریزوں کو تگنی کا ناچ نچا دیا تھا۔لیکن ہم اُسے پکڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔'' فرینک کی وزیرستان میں تعیناتی کی مدت ۲ برس تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وزیرستان گوریلا جنگ کے لیے بہترین علاقہ ہے۔ یہی وجہ کہ بیسویں صدی کے دوران مزاحمت کاری کے خلاف برطانیہ کی طویل مہم میں وزیرستان کا اہم کردار رہا ہے۔ جہاں ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک لڑائی جاری رہی۔ مجاہد فقیر اپی نے انگریز فوج کو الجھائے رکھا۔ فرینک کے مطابق فقیر اپی سے لڑائی کے لیے صرف ۳۷-۱۹۳۶ء میں علاقے میں ۴۰ ہزار فوجی بھیجے گئے اور ۱۵ لاکھ ڈالر کا اسلحہ و گولہ بارود استعمال کیا گیا لیکن اس کے باوجود فقیر اپی کا پکڑنے میں ناکام رہے۔

☆افغانستان میں بڑے پیمانے پر تباہ کن حملوں کی منصوبہ بندی کر لی ہے: شیخ ایمن الظواہری

۱۱ ستمبر کے حملوں کو سات مکمل ہونے کے موقع پر القاعدہ کی جانب سے جاری کی گئی ویڈیو ٹیپ میں رہنماؤں نے کہا کہ افغانستان میں مجاہدین نے بڑے پیمانے پر تباہ کن حملوں کی منصوبہ بندی کر لی ہے۔ القاعدہ کے راہنما عطیہ اللہ نے ٹیپ میں اس دعوے کو مسترد کر دیا کہ عراق میں القاعدہ کو شکست ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجاہدین بدستور عراق میں موجود ہیں لیکن امریکی فوج شکست کھا کر بھاگ رہی ہے۔

☆......☆......☆

محترم قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ روزاخبارات میں اُمت مسلمہ، خصوصاً پاکستان وافغانستان کی بدلتی ہوئی صورت حال سے متعلق خبریں پڑھتے ہوں گے اور اِس پر تجزیہ نگاروں کے سطحی اور یک رُخا اخباری تبصرے اور آئندہ کی پیش گوئیاں بھی۔ جس کو پڑھ کر دل مایوس ہو جاتا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ ذرائع ابلاغ کا منافقانہ کردار ہے۔ عصر حاضر کی صلیبی جنگ میں ذرائع ابلاغ بھی پوری طرح شریک ہے اور حق کا ساتھ دینے سے قاصر ہے۔ کئی بنیادی وجوہات میں اہم وجہ اللہ رب العزت کی ذات کا صحیح ادراک اور ایمان کی کمزوری ہے۔

نوائے افغان جہاد___ اُمت مسلمہ بالخصوص پاکستان وافغانستان کے بدلتے حالات کا درست تجزیہ کرنے کی ایک کوشش ہے۔ آپ بھی اس کوشش میں شریک ہو سکتے ہیں، اپنی تحریریں درج ذیل ای میل پر روانہ کریں۔

نوائے افغان جہاد کو دوسروں تک پہنچا کر حق وباطل کی موجودہ کشمکش میں مجاہدین کے دست وبازو بنئے۔

ہم آپ کے مشوروں اور تجاویز کے منتظر ہیں۔

nawaiafghan@gmail.com

فرمان نبوی ﷺ

خط و کتابت کا پتا